ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء ۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا

غلام احمد قادیانی

جلد ۱۴ ۔ ڈاک کا پتہ

تار کا پتہ الفضل قادیان

THE ALFAZL QADIAN

اخبار ہفتہ میں دو بار

الفضل

قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۸۱ ۔ مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۲۷ء ۔ یوم جمعہ ۔ مطابق ۱۷ ارشوال ۱۳۴۵ھ ۔ جلد ۱۴

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ پٹھان کوٹ سے واپس تشریف لے آئے ہیں ؎

۱۰ ۔ اپریل ۱۹۲۷ء قاضی محمد عبد اللہ صاحب بھٹی بی اے ہیڈ ماسٹر مدرسہ ہائی نے نکاح ثانی کی دعوت ولیمہ دی ۔ احباب دعا کریں ۔ کہ خدا تعالیٰ ان کے لئے یہ نکاح مبارک کرے ۔ اور اولاد صالح دے ؎

تعلیم الاسلام ہائی سکول کی نئی کلاس (نویں) کی پڑھائی شروع ہو گئی ہے ۔ احباب اپنے بچے جلدی بھیج دیں تاکہ ان کی تعلیم میں حرج نہ ہو ؎

صوفی تصور حسین صاحب جو بہت پرانے احمدی تھے ۔ اور عطاری کی دوکان کرتے تھے ۔ چند دن بعارضہ نمونیہ بیمار رہ کر ۱۲ اپریل فوت ہو گئے ۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ۔ مرحوم مقبرہ بہشتی میں دفن ہوئے ۔ احباب دعا مغفرت کریں ؎

اخبار احمدیہ

ضروری اعلان

عام طور پر احباب اسکے دستے متلاشیان حق کو قادیان میں بھیجدیتے ہیں ۔ مگر ایسا نہیں کرنا چاہیئے ۔ کیونکہ یہ اخراجات کا سوال ہے ۔ اگر کسی ایسے متلاشی حق کو قادیان روانہ کرنا ہو ۔ تو پہلے اس کے مفصل حالات محکمہ متعلقہ کو لکھ کر اجازت لی جائے ۔ اس کے بغیر لوگوں کو قادیان روانہ کر دینا علاوہ اخراجات کے بعض وقت تکلیف دہ ثابت ہوتا ہے ۔ احباب اس امر کو اچھی طرح یاد رکھیں ؎

صیغہ دعوۃ و تبلیغ کی ہفتہ واری رپورٹ

گوجرانوالہ ۔ نئی دہلی ۔ امرتسر ۔ پنڈی بھٹیاں ضلع گوجرانوالہ ۔ اٹھوال ۔ کراچی ۔ شملہ ۔ پنڈی چری ۔ ڈیریاں والہ ۔ رام نگر کے تبلیغی سیکرٹری صاحبان کی رپورٹیں موصول ہوئیں ۔ جن میں مقامی اصحاب کے تبلیغ میں حصہ لینے اور عمدہ نتائج پیدا ہونے کا ذکر ہے مبلغین صیغہ دعوت و تبلیغ کے مختلف مقامات پر لیکچر اور دورے ہوئے ۔ علاقہ ارتداد کے مبلغین بھی باقاعدہ کام کرتے ہیں ؎

سندھ میں تبلیغ

بفضلہ تعالیٰ اب سندھ میں احمدیوں کے سوا دوسرے مسلمانوں کی انجمنیں بھی مجھے اپنے جلسوں میں بُلو کر مجھ سے تقریریں کرانے لگی ہیں۔ چنانچہ میرپور خاص سے بذریعہ تار مجھے بلایا گیا۔ حال میں مسلمانان حیدرآباد سندھ نے اپنے جلسہ میں (جو آریوں کے مقابل پر تھا) خاکسار کو کراچی سے بُلایا۔ پہلے اور دوسرے دن میری دو تقریریں مختصر سی ہوئیں۔ مجمع سینکڑوں کی تعداد میں تھا جس میں مختلف مذاہب کے تعلیم یافتہ لوگ بھی تھے۔ جلسہ، مجمع اور بازاروں میں میں نے اپنے کانوں سے سُنا۔ لوگ کہتے تھے۔ کہ آریوں کا مقابلہ احمدی لوگ ہی کر سکتے ہیں۔ ایک شخص نے مجھے یہ بھی کہا۔ کہ بعض لوگ کہتے تھے۔ کہ احمدی مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں۔ ان کو نہ منگواؤ۔ مگر ہم نے کہا۔ کہ یہ ان کا اعتقاد ہے جس کے وہ ذمہ وار ہیں نہ ہم۔ ہم تو ان کو آریوں کے مقابلہ کے لئے بلاتے ہیں نیز ایک اور شخص جو دوسری جگہ سے آیا ہوا تھا۔ مجھے کہنے لگا جب ہم خود مانتے ہیں۔ کہ آنیوالا مسیح نبی ہوگا۔ اور اسی طرح شیعہ صاحبان بھی امام مہدی کو نبی مانتے ہیں۔ تو پھر اگر آپ لوگ بھی مرزا صاحب (علیہ السلام) کو وہی مہدی اور مسیح سمجھکر نبی مانتے ہیں تو ہمارا اور آپ کا اختلاف نبوت میں نہیں۔ بلکہ مرزا صاحب کے مسیح موعود اور امام مہدی ہونے میں ہے۔ غرض اس جلسے کے ذریعہ بہت لوگوں پر ظاہر ہو گیا کہ احمدی ہی ہیں۔ جو فضائل قرآن و محامد اسلام غیر مذاہب کے مقابلہ پر بیان کر سکتے ہیں۔ والسلام۔ خاکسار بقاپوری امیر تبلیغ سندھ

احمدیہ ہوسٹل لاہور کے متعلق اعلان

احمدیہ ہوسٹل لاہور میں اس وقت تک بعض شرائط کے ماتحت مہمانوں کے ٹھیرنے کی اجازت تھی لیکن تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ یہ طریق کئی لحاظ سے بہت مضر اور نقصان دہ ہے۔ مہمانوں کے ٹھیرنے سے علاوہ اس کے کہ طلباء کی تعلیم کا سخت حرج ہوتا ہے کیونکہ ان کو اپنے مہمانوں کے لئے کافی توجہ اور وقت دینا پڑتا ہے مہمانوں کا ٹھیرنا مالی لحاظ سے بھی بچوں کے لئے بوجھ کا موجب ہوتا ہے۔ اور اس طرح یہ بات بالواسطہ طور پر تعلیمی اخراجات میں اضافہ کا موجب ہوتی ہے۔ جو اس گرانی کے زمانہ میں والدین کے لئے ایک تکلیف دہ بوجھ ہے۔ ان نقصانات کے علاوہ بعض اور بھی نقصانات تجربہ میں آئے ہیں۔ لہذا آیندہ کے لئے یہ قاعدہ بنایا گیا ہے۔ کہ احمدیہ ہوسٹل لاہور میں کسی مہمان کو ٹھیرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ ہاں اگر کسی بچہ کا والد یا گارڈین اپنے بچے کے حالات سے آگاہی حاصل کرنے کے لئے ہوسٹل میں ایک دو روز کے لئے بطور مہمان ٹھیرنا چاہے۔ تو اُسے سپرنٹنڈنٹ احمدیہ ہوسٹل کے پاس ٹھیرنے کی اجازت دی جائیگی اور اس صورت میں بچے کو اپنے والد یا گارڈین کے کھانے وغیرہ اور دیگر آرام کا انتظام کرنے کی اجازت ہوگی۔ مگر کسی ایسے مہمان کو بھی بچے کے پاس ٹھیرنے کی بہر صورت اجازت نہیں ہوگی۔ بلکہ علیحدہ سپرنٹنڈنٹ کے پاس ٹھیرنا ہوگا۔ پس اعلان ہذا کے ذریعہ جملہ احباب و دیگر متعلقین کو اطلاع دی جاتی ہے تا کہ اس معاملہ میں کوئی غلط فہمی نہ رہے یہ قاعدہ یکم مئی ۱۹۲۷ء سے جاری ہو جائیگا۔

مرزا بشیر احمد۔ ناظر تعلیم و تربیت۔ قادیان

حصہ وصیت میں اضافہ

مولوی شیر علی صاحب جن کی سابقہ وصیت حصہ جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی تھی۔ اب انہوں نے جدید وصیت نامہ یہ لکھ دیا ہے کہ میری موجودہ جائداد مکان کوٹھی واقعہ دارالعلوم قادیان جس میں میں خود رہتا ہوں۔ و اراضی زرعی تخمیناً ۱۲ گھماؤں واقعہ ضلع شاہ پور جس کی قیمت اندازاً چار ہزار روپیہ ہے۔ لیکن میرا گذارا اس جائداد پر نہیں۔ بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو اس وقت ۲۱۰ روپیہ ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ اپنی ماہوار آمدنی کا دسواں حصہ تا زیست داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا اور بوقت وفات جو جائداد ثابت ہو۔ اس میں سے رہائشی مکان کو چھوڑ کر جس کے ۱/۱۰ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ باقی کے ۱/۳ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی

محمد سرور شاہ۔ سیکرٹری مجلس کارپرداز مقبرہ بہشتی قادیان

احمدی طلباء اسلامیہ کالج پشاور کا غیر معمولی جلسہ

چونکہ طلباء سیکنڈ ڈویژن ایر اپنے بھائیوں سے جلد جُدا ہونیوالے ہیں۔ اس لئے احمدی طلباء فرسٹ و تھرڈ ایر نے اپنے بھائیوں فورتھ و سیکنڈ ایر کے اعزاز میں ایک جلسہ عبدالقیوم منزل اسلامیہ کالج پشاور میں منعقد کیا۔ چائے کی دعوت دی گئی۔ چند اصحاب نے پُرنم آنکھوں کے ساتھ اظہار غم کیا میاں غلام محمد صاحب نے ایک نظم پڑھی۔ بعدہٗ مولوی محمد اسحٰق صاحب فورتھ ایر سٹوڈنٹ نے اپنے بھائیوں کا شکریہ ادا کیا۔ اور جلسہ برخواست ہوا۔ فوٹو بھی لیا گیا۔ غلام محمد احمدی آف ڈیرہ اسمٰعیل خان

نومبایعین

مندرجہ ذیل اشخاص داخل سلسلہ ہوئے ہیں:۔ (۱) حکیم سید فضل علی صاحب نقشی۔ رئیس قصبہ کرہل ضلع مین پوری (۲) منشی گلزار احمد خان صاحب اسٹامپ وینڈر تحصیل کرہل ضلع مین پوری۔ خاکسار محمد عبدالحفیظ از کرہل

احمدیان سکھر

میں نے گذشتہ سال جلسہ سالانہ ۱۹۲۶ء پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کی ہے۔ اور میرے رشتہ دار محمد طفیل۔ غلام محمد۔ اللہ رکھا۔ اشتیاق احمد قوم قصاب خاص شہر سکھر علاقہ سندھ میں بود و باش رکھتے ہیں۔ احمدیان سکھر خاص طور پر میرے ان برادران کو تبلیغ کرکے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل کرنے کی کوشش فرمائیں۔ ولی محمد قصاب احمدی شیخوپورہ

تلاش روزگار

انٹرینس تک تعلیم یافتہ ایک احمدی لڑکا بے روزگار ہے۔ اگر کسی صاحب کو اس کی خدمات کی ضرورت ہو۔ تو مندرجہ ذیل پتہ سے منگوالیں۔ جو احباب اسے کسی جگہ ملازم کرا سکیں۔ وہ بھی ازراہ ثواب اس غریب کا کام کر دیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

غلام احمد کلرک۔ انجن شیڈ نوشہرہ جنکشن

چند چیزوں کی تلاش

میں حضرت صاحب کا لیکچر سننے کے لئے لاہور گیا تھا مسجد احمدیہ لاہور میں مندرجہ ذیل اشیاء مورخہ ۵ مارچ کی صبح کو رکھی تھیں۔ پھر نہ ملیں۔ اگر کسی دوست کے سامان کے ساتھ غلطی سے چلی گئی ہوں۔ تو مطلع فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔ (۱) ایک لوئی کشمیری زرد رنگ (۲) ایک کشمیری کمبل چارخانہ (۳) ایک چادر لٹھا و قمیض (نئی) (۴) ایک چادر کھدر (۵) کپڑے کا پاکٹ معہ ادویات۔ اور چند ایک اور اشیاء تھیں۔ رفیع الدین احمد انصاری معرفت محمد دین صاحب ٹیلر مسجد احمدیہ۔ بیرون دہلی دروازہ لاہور

حلوائی کی ضرورت

دیوڑی۔ پتاشہ۔ سونف۔ الائچی دانہ اور باریک کسیچے سوڑے بنانیوالے کاریگر حلوائی نوکر کی ضرورت ہے۔ احمدی حلوائی کے لئے نادر موقعہ ہے۔

محمد رمضان حلوائی۔ پنڈی بہاء الدین ضلع گوجرات پنجاب

تبلیغی ٹریکٹ

میرے پاس کچھ تبلیغی ٹریکٹ ہیں۔ جو جماعتیں تبلیغ کے لئے منگوانا چاہیں۔ وہ محصول ڈاک بھیج کر منگوا سکتی ہیں۔ ملک عزیز احمد۔ سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ راولپنڈی

درخواست ہائے دعا

حکیم محمد قاسم صاحب قریشی لالہ موسیٰ سے ادائگی قرضہ و حصول اولاد نرینہ کے لئے

بابو عبدالغفور صاحب کراچی۔ ڈاکٹری معائنہ میں کامیابی کے لئے جو ملازمت پر مستقل ہونے کے لئے ہوگا۔ حافظ اللہ بخش صاحب ڈاکخانہ دنیا پور (لودھراں) دفعیہ تنگئی رزق کے لئے۔ ایک صاحب بندے خواجہ عبداللہ جو کی اہلیہ کی صحت کے لئے۔ امیر عالم صاحب پٹیالہ اور ماسٹر محمد عبداللہ صاحب کنتریلہ امتحان ایف اے میں کامیابی کے لئے درخواست دُعا کرتے ہیں ؎

اعلان نکاح

(۱) چودھری سردار خان صاحب ولد اصالت خان صاحب ساکن سرارہ ضلع سیالکوٹ کا نکاح مسماۃ عایشہ بیگم بنت چودھری چراغ الدین صاحب سے سات سو روپیہ مہر پر حضرت صاحب نے ۵ اپریل ۱۹۲۷ء بوقت بعد نماز ظہر اعلان فرمایا۔ خاکسار عنایت الہی

(۲) ۲۸ فروری ۱۹۲۷ء کو میں نے نکاح عبدالحفیظ ولد عبداللہ خان صاحب ساکن کرہل کا مسماۃ جمیلہ خانم دختر بابو محبوب خان بن بابو گلاب خان بالعوض ایک ہزار روپیہ مہر پڑھا۔ جلال الدین مبلغ علاقہ مین پوری

(۳) ۱۲ فروری ۱۹۲۷ء مسماۃ سفنل بی بی دختر چودھری پیر محمد صاحب (المعروف پیر اندا صاحب سکنہ شاہ پور) کا نکاح جناب ماسٹر عبدالرحمن صاحب نومسلم کے ساتھ مسجد مبارک میں بحکم سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ میں نے پڑھا۔ محمد سرور شاہ۔ قادیان

(۴) ۶ مارچ ۱۹۲۷ء کی رات کو مسمی عبدالرحمن ولد قاضی محمد حسن صاحب ساکن قادیان کا نکاح بالعوض مبلغ دو سو روپیہ حق مہر پر مسماۃ گل زہرہ جان بنت میاں شیر محمد صاحب سکنہ چھچھی بار تحصیل پنڈی گھیپ ضلع اٹک کے ساتھ ملک غلام نبی صاحب اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس سب ڈویژن پنڈی گھیپ نے بمقام دومیل پڑھا۔ سلطان محمد ہیڈ ماسٹر دومیل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

یوم جمعہ ۔ قادیان دارالامان ۔ ۱۵ اپریل ۱۹۲۷ء

قرآن کریم کی دو آخری سورتوں کی لطیف تفسیر

فرمودہ

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ

(۲ اپریل بعد نماز عصر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے حسب ذیل تقریر فرمائی)

قرآن کریم جو اس وقت دنیا کی نجات کا واحد ذریعہ ہے۔ اور جس کے بغیر آئندہ دنیا کی بہبودی اور روحانی ترقی کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ اس کا درس آپ لوگوں نے پچھلے دنوں سنا۔ اور اس کے مطالب نہیں۔ بلکہ اس کا مختصر ترجمہ آپ لوگوں کے سامنے پیش کیا گیا۔ کیونکہ

قرآن کریم کے مطالب

اتنے وسیع اور اتنے متنوع ہیں۔ کہ انہیں کسی درس میں بیان کرنا انسانی طاقت سے بالا ہے۔

قرآن کریم وہ کتاب ہے۔ جو ہر قسم کے وساوس اور ہر قسم کے شبہات اور ہر قسم کے گندہ خیالات کا علاج ہے۔ اور یہی وہ کتاب ہے جس میں

انسان کی تمام روحانی ضروریات کا علاج

اور تمام روحانی ترقیات کے طریق بتائے گئے ہیں۔ مبارک ہیں وہ لوگ جنہیں اس کلام کو پڑھنے۔ سوچنے۔ اس کے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق ملے۔ یہی لوگ ایسے ہیں۔ جو اپنے لئے

آیندہ زندگی کا سامان

بہم پہنچاتے۔ اور وہ گر معلوم کر لیتے ہیں۔ جو روحانی ترقی کے متعلق انسان کے لئے مفید اور کارآمد ہو سکتے ہیں۔

چونکہ آج احتمال ہے کہ رمضان ختم ہو جائے۔ اور کل بجائے روزہ کے عید ہو۔ اس لئے اس درس کو جو حافظ روشن علی صاحب نے شروع کیا ہوا تھا۔ آج ہی ختم کیا گیا ہے۔ اور آخری سورتیں یعنی

معوذتین

جن میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے سمجھنے میں جو روکیں پیش آتی ہیں اور قرآن کریم کو پڑھتے ہوئے جن مشکلات کا انسان کو سامنا ہوتا ہے۔ ان سے بچنے کی تدبیریں بتائی ہیں۔ اور اس طرف توجہ دلائی ہے۔ کہ ہر نیک کام جس کے لئے انسان قدم اٹھاتا ہے۔ اس کے ساتھ مشکلات پیش آتی ہیں۔ یہ معوذتین جو اس وقت میں نے پڑھی ہیں۔ ان کے متعلق کچھ بیان کر کے میں اس درس کو جو حافظ صاحب دیتے رہے ہیں۔ ختم کرتا ہوں :۔

قرآن کریم کے ابتدا میں

اعوذ نہیں رکھی گئی۔ مگر قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ فاذا قرأت القرآن فاستعذ باللہ من الشیطان الرجیم (۱۶-۱۰۰) جب تو قرآن پڑھے تو اعوذ پڑھ لیا کر۔ اس لئے گو قرآن کریم کے ابتدا میں تحریر میں اعوذ نہیں۔ مگر حقیقتاً ہے کیونکہ شروع میں اعوذ پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس طرح قرآن کریم شروع بھی اعوذ سے ہوتا ہے۔ اور خاتمہ بھی اعوذ پر ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ شروع کے لئے تو حکم ہے کہ اعوذ پڑھ لیا کرو اور خاتمہ پر اعوذ قرآن کریم میں شامل کر دی گئی ہے ؛

بظاہر یہ

عجیب بات

معلوم ہوتی ہے۔ کہ قرآن کریم کی سی پاک کتاب کے شروع میں کیوں اعوذ پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور اگر اس کا پڑھنا ضروری تھا تو پھر اسے قرآن میں شامل کیوں نہیں کیا گیا۔ اسی طرح خاتمہ پر اعوذ کی کیا ضرورت ہے۔ اور پھر کیا ایسی بات پیش آئی۔ کہ ایک کی بجائے دو معوذتین اتاری گئیں۔ سو قرآن کریم شروع کرنے سے پہلے

اعوذ پڑھنے کی وجہ

تو یہ ہے۔ کہ سب سے قیمتی چیز کے متعلق خوف بھی سب سے زیادہ ہوتا ہے۔ کیونکہ چور کسی ردی اور فضول چیز کے پیچھے نہیں پڑتے بلکہ قیمتی چیز پر ہی ان کی نظر ہوتی ہے۔ کوئی چور اس گھر میں داخل نہیں ہوتا جہاں اسکے کام کی چیز نہ ہو۔ وہ اسی گھر میں داخل ہوتا ہے جس کے متعلق اسے خیال ہوتا ہے کہ وہاں مال پڑا ہے۔ اسی طرح دشمن اسی جگہ پر حملہ کرتا ہے۔ جہاں کے متعلق اسے خیال ہو کہ نقصان پہنچ سکتا ہے جہاں یہ خیال نہیں ہوتا۔ پروا نہیں کرتا۔ چونکہ قرآن

روحانیت کا خزانہ

ہے۔ اور شیطانی وساوس اور شبہات کا علاج ہے۔ گندے خیالات دور کرنے کا ذریعہ ہے۔ اس لئے شیطان یا شیطانی آدمیوں کو یہی فکر لگی رہتی ہے۔ کہ قرآن کریم سے لوگوں کو پھیر دیں۔ اور چونکہ قرآن ہی ایسی کتاب ہے۔ جس کے علاج سے شیطان مر جاتا ہے۔ اور اس کے سمجھ لینے سے شیطان کے تصرف سے انسان نکل جاتا ہے۔ اور اس کے ذریعہ خدا تعالیٰ کے قریب ہو جاتا ہے۔ اس لئے قرآن ہی ایسی کتاب ہے۔ جس کے متعلق شیطان کو روکیں ڈالنے کے لئے سب سے زیادہ کوشش کرنی پڑتی ہے۔ اس وجہ سے اگر کوئی کتاب اس بات کی مستحق ہے کہ اس کو شروع کرنے سے قبل اعوذ پڑھی جائے۔ اور اگر کوئی کام اس بات کا سب سے زیادہ مستحق ہے کہ اسے کرنے سے قبل اعوذ پڑھی جائے۔ تو وہ قرآن کریم کی تلاوت ہی ہے۔ پس یہ وجہ ہے۔ کہ قرآن پڑھنے سے پہلے اعوذ پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ لیکن اس کے علاوہ

ایک اور بات

بھی ہے۔ اور وہ یہ کہ قرآن پڑھنے والا دو نیتوں میں سے کسی ایک کے ماتحت قرآن پڑھتا ہے۔ مثلاً ایک شخص تو اس نیت سے قرآن پڑھے گا۔ کہ اس پر اعتراض کرے۔ اور اس کی تعلیم میں نقص نکالے۔ اور ایک اس نیت سے پڑھیگا کہ قرآن کریم کو سمجھے۔ اور اس پر عمل کرے۔ ان دونوں نیتوں میں سے کسی ایک کے ماتحت قرآن پڑھنے والا قرآن پڑھتا ہے یعنی ایک تو ایسا ہوتا ہے کہ اسے اپنی نیت کے لحاظ سے قرآن کریم پڑھتے ہوئے گمراہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ وہ اپنی آنکھوں پر تعصب اور ضد کی پٹی باندھکر نقص تلاش کرنے کے لئے قرآن پڑھتا ہے۔ نہ اس بات کو مدنظر رکھکر کہ جو اچھی بات ہوگی اسے قبول کروں گا۔ اور دوسرے کو اپنی نیت کے لحاظ سے ہدایت ملنی چاہیئے۔ کیونکہ جو ہدایت کے لئے کھٹکھٹاتا ہے۔ اس کے لئے دروازہ کھولا جاتا ہے۔ اس وجہ سے قرآن کو اعوذ سے شروع نہیں کیا گیا۔ تا جو سچی اور پاک نیت سے قرآن کریم پڑھتا ہے وہ تو خود اعوذ پڑھ لے۔ اور جو نیک نیتی سے نہیں پڑھتا۔ وہ نہ پڑھے۔ اگر ابتدا میں اعوذ قرآن کریم میں شامل ہوتی ہے۔ تو اس قسم کی بری نیت کرنے والوں کو بھی پڑھنی پڑتی۔ مگر اب وہی پڑھے گا۔ جس کی نیت نیک ہوگی یہیں

یہ ایک معیار ہے

اس بات کا۔ کہ کس نیت سے کوئی قرآن کریم پڑھتا ہے۔ جو سمجھنے کی نیت اور عمل کرنے کے ارادہ سے پڑھتا ہے۔ وہ اعوذ پڑھے گا تاکہ شیطان کے فتنہ اور اثر سے محفوظ رہے۔ لیکن جو اعتراض کرنے کے لئے پڑھے گا۔ وہ خود شیطان ہو گا۔ اس نے اعوذ کیا پڑھنی ہے۔ اس وجہ سے ابتدا میں اعوذ نہیں رکھی۔ ہاں حکم دیدیا۔ تا جو چاہے پڑھ لے اور جو نہ چاہے۔ نہ پڑھے۔ مگر جہاں قرآن کریم کو ختم کیا۔ وہاں

اعوذ کو قرآن کریم میں شامل کر دیا

اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ وہ شخص جو قرآن کریم کو اعتراض کرنے کی نیت سے پڑھتا ہے۔ اس کا تو قرآن کریم کے ختم ہوتے ہی تمام کام ختم ہو گیا۔ اس نے جو کچھ کرنا تھا کر لیا۔ لیکن جو نیک نیتی سے اس کام کو شروع کرتا ہے۔ وہ جب قرآن کریم ختم کرتا ہے۔ تو اس کے کام کی ابتدا شروع ہوتی ہے۔ یعنی پہلے وہ قرآن کریم سے ہدایت لیتا ہے اور اس کے بعد عملی زندگی شروع کرتا ہے۔ ان ہدایات پر چلنا شروع

کرتا ہے۔ اور یہی وقت اس کے لئے

سب سے زیادہ خطرہ کا وقت

ہوتا ہے۔ قرآن کریم کی خوبیاں اسے موہ لیتی ہیں۔ قرآن کریم میں جو حق اور نور ہے۔ اس پر وہ فریفتہ ہو جاتا ہے۔ قرآن کریم اسے اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ اس وقت جب وہ اس کی ہدایات پر عمل کرنے اور اس کی خوبیوں سے فائدہ اٹھانے کے لئے کھڑا ہوتا ہے۔ تو مشکلات پیش آتی ہیں۔ ان مشکلات سے مومن کو محفوظ رہنے اور اس کا قدم درست رکھنے کے لئے اعوذ کو رکھا ہے۔ اس سے اسے سہارا مل جاتا ہے اور وہ نیا دور شروع کر دیتا ہے۔ گویا قرآن کریم کے ختم کرنے پر جو تعلیم اسے حاصل ہوتی ہے۔ اسی میں اس کے عمل کا پہلا قدم رکھ دیا جاتا ہے اور اعوذ کے ذریعہ خدا تعالیٰ اس کا قدم

عملی میدان

میں رکھدیتا ہے۔ جیسے تبرک کے طور پر طریق بھی ہے۔ کہ جب قرآن کریم ختم ہو۔ تو پھر شروع سے کچھ پڑھا جاتا ہے۔ مجھے بھی یہ بات پسند ہے۔ جس سے یہ مراد ہوتی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ پھر بھی قرآن پڑھنے کی توفیق دے۔ اور اس کا سلسلہ جاری رہے۔ اسی طرح جب انسان قرآن پڑھتا ہے۔ تو یہ اس کے علم کا دور ہوتا ہے۔ اس کے بعد عمل کا دور شروع ہوتا ہے۔ جیسے قرآن کریم کے خاتمہ پر خود خدا تعالیٰ شروع کرا دیتا ہے۔ یہ معوذتین عمل کی طرف توجہ دلاتی ہیں۔ اور یہ بتاتی ہیں کہ

علم کے بعد عمل کا زمانہ

شروع ہو گیا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ان میں ایسے امور کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ جو اعمال کے لئے نہایت ضروری ہیں۔

ایک اور بات بھی ہے۔ جو اعوذ کے متعلق میں کہدینا چاہتا ہوں۔ اور وہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم

سے معلوم ہوتی ہے۔ آپ نے شیطان کے متعلق بعض باتوں کے کہنا کو ناپسند فرمایا ہے۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ کہیں تشریف لیجا رہے تھے۔ کہ آپ کی اونٹنی کو ٹھوکر لگی۔ اس پر ایک صحابی نے کہا۔ تعس الشیطان شیطان ہلاک ہو۔ آپ نے فرمایا۔ اس طرح کہنے سے شیطان پھول کر مکان جتنا ہو جاتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ میں نے بھی کچھ کام کیا۔ اس لئے یہ نہیں کہنا چاہیئے۔ بلکہ جب کوئی اس قسم کی بات ہو۔ تو کہو بسم اللہ اس سے شیطان سکڑ کر مکھی کے برابر ہو جاتا ہے۔ گویا

شیطان کی طرف کسی فعل کو منسوب کرنا

آپ نے ناپسند فرمایا۔ کیونکہ اس طرح شیطان سمجھتا ہے۔ کہ میں بھی کچھ طاقت رکھتا ہوں۔ لیکن قرآن کریم کے خاتمہ پر ایک نہیں دو سورتیں ایسی رکھی گئی ہیں۔ جن میں ذکر ہے۔ کہ شیطان یوں کرتا ہے۔ شیطان اس طرح کرتا ہے۔ اس سے بچایا جائے۔ اس کا کیا مطلب ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا میں

نیکی بدی کی دو مختلف چالیں

ہوتی ہیں بعض لوگوں کا طریق ہوتا ہے۔ کہ جب وہ کوئی بدی دیکھتے ہیں۔ تو شور مچاتے ہیں۔ کہ فلاں نے یہ خرابی کی۔ اور قرآن کریم نے جو گر بدی کے دور کرنے کا بتایا ہے۔ اور جو یہ ہے۔ ان الحسنٰت یذھبن السیات کہ بدی بدی کرنے والے کو برا کہنے سے دور نہیں ہو سکتی۔ بلکہ نیکیوں کے ذریعہ دور ہو سکتی ہے۔ اسے استعمال نہیں کرتے۔ ایسے لوگ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ تم خواہ کتنے وعظ کرو۔ کہ چوری بُری ہے۔ چوری کرنیوالے کبھی اس سے باز نہ آئینگے۔ کیونکہ کسی بُرائی کا محض دفاع کافی نہیں ہوتا۔ جب تک حملہ نہ ہو۔ اور بدی کرنے والوں کے رستہ میں جب تک روک نہ پیدا کی جائے۔ وہ باز نہیں آتے۔ اس کے لئے عملی روک کے لئے بسم اللہ رکھی۔ کہ اللہ کا نام لیکر شروع کرو اور اعوذ دفاع کے لئے ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو یہ فرمایا۔ کہ شیطانی کاموں کا گنانا برا ہے۔ اور صرف مُنہ سے ان کا ذکر کرنا اچھا نہیں۔ بلکہ برا نتیجہ پیدا کرتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ

ایسا قدم اٹھانا چاہیئے

جس سے شیطانی کاموں میں روک پیدا ہو۔ گویا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کا یہ مطلب نہیں ہے۔ کہ شیطان کے فعل کا ذکر نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ آپ نے جو بات بتائی۔ وہ یہ ہے کہ منہ سے باتیں کرنے کی بجائے کام کرنا چاہیئے۔ اونٹنی کے گرنے کی یہ وجہ سمجھنا کہ شیطان نے اسے گرایا ہے۔ اس سے انسان غافل ہو جاتا ہے۔ اس وجہ سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ بعض ایسے مواقع کو شیطان کی طرف منسوب کرنے کی نسبت بہتر یہ ہے کہ انسان خود ہوشیار ہو جائے۔ اسی بات کو ان سورتوں میں بیان کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان سورتوں میں فرماتا ہے:۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اللہ کے نام سے پڑھ۔ جو بے حد کرم اور بار بار رحم کرنے والا ہے قل اعوذ برب الفلق۔ تو کہدے۔ میں اس پالنے والے کی پناہ مانگتا ہوں۔ جو خلق کا پیدا کرنے والا ہے۔

فلق کے معنے

ہیں۔ (۱) صبح (۲) تمام مخلوق۔ یہ دونوں چیزیں انسان کے لئے بڑی مشکلات کا موجب ہوتی ہیں۔ صبح کے وقت عموماً ایسے تغیرات پیدا ہوتے ہیں۔ جو دنیا کو تہ و بالا کر دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عام زلازل اور آفات آسمانی صبح کے وقت ہی نمودار ہوتی ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے تغیرات کا کامل ظہور صبح کے وقت کثرت سے ہوتا ہے۔ اور بڑے بڑے زلازل جو آتے ہیں۔ ان میں سے زیادہ کا ظہور بھی صبح کے وقت ہی ہوتا ہے۔ تو اعوذ برب الفلق میں اس خدا کی پناہ مانگنے کی تلقین کی گئی۔ جو صبح کا پیدا کرنیوالا ہے۔

رُوحانی مصائب

بھی صبح کے وقت ہی نمودار ہوتے ہیں۔ جب کوئی مذہبی جماعت ذرا سانس لیتی ہے۔ نیند سے بیدار ہوتی ہے۔ اور اس اندھیرے سے نکل آتی ہے۔ جو دنیا پر چھایا ہوتا ہے۔ تو اس وقت اس کے قدم لڑکھڑانے کا سب سے زیادہ خوف ہوتا ہے۔ اسلام میں جتنے فتنے پیدا ہوئے وہ یہی تھے۔ جو فلق کے زمانہ میں یعنی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے قریب میں کہ وہی اسلام کی ترقی کا زمانہ تھا۔ شروع ہوئے۔ شیعہ۔ سُنّی۔ خارجی کے فتنے جن سے آگے سب فتنے نمودار ہوئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے قریب ہی پیدا ہو گئے اور آگے پھیل کر مسلمانوں کی تباہی کا باعث بنے۔

یہی حال اس زمانہ میں ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد

ایک فتنہ

پھوٹا۔ ایک گروہ ایسا پیدا ہو گیا۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی کا منکر ہو گیا۔ اس نے نبوت مسیح موعودؑ کا انکار شروع کر دیا۔ اور خلافت جس پر مسلمانوں کا اتحاد و اتفاق منحصر ہے اس سے انکار کر دیا۔ اسی طرح اور فتنے بھی اسی زمانہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے:۔

نبی کی وفات کے بعد

جب صبح کا زمانہ شروع ہوتا ہے۔ اسی وقت مفاسد کی بنیاد بھی پڑتی ہے۔ اس لئے مسلمانوں کے لئے ضروری ہے۔ کہ سوچ سمجھ کر قدم اُٹھائیں۔ اور اپنی حفاظت کا پورا پورا انتظام کریں۔ جس نے اس وقت ایسا کر لیا۔ اس نے اپنی آئندہ نسلوں کے لئے سامان حفاظت مہیا کر لیا۔ اور جس نے اس وقت ٹھوکر کھائی۔ وہ خود تباہ کن چکر میں پڑ گیا اور دوسروں کے لئے بھی تباہی کا باعث بنا۔ خصوصاً

ہماری جماعت کے لوگوں پر

اس کا اثر سب سے زیادہ پڑ سکتا ہے۔ کیونکہ نبی کی وفات کے بعد پہلی صدی فلق کا زمانہ ہوتا ہے۔ اور سارے مفاسد اسی میں رُونما ہوتے ہیں۔ جو ان میں مبتلا ہوتا ہے۔ وہ آئندہ کے لئے دھوکہ۔ فریب۔ فساد۔ فتنہ۔ گند اور بُرائی کا بیج بن جاتا ہے۔ اور جو اس زمانہ میں اپنے ایمان کی حفاظت کرتا ہے۔ وہ آئندہ کے لئے ایمان تقویٰ اور طہارت کا بیج بن جاتا ہے۔ اور اس سے ایسی رو چلتی ہے۔ جو ایمان اور اخلاص کو زندہ رکھ سکتی ہے۔

پھر فرماتا ہے:۔ من شر ما خلق۔ کہو ان چیزوں کے مفاسد سے پناہ مانگتا ہوں۔ جو اس نے پیدا کیں۔

ہر چیز کی خلق کا زمانہ

بھی نہایت نازک زمانہ ہوتا ہے۔ میاں بیوی کے تعلقات کو ہی دیکھ لو۔ پہلے مہینوں میں جن کے درمیان محبت پیدا ہو گئی۔ محبت رہیگی۔ اور جن میں فساد پڑ گیا۔ ان میں فساد ہی پڑا رہے گا۔ الا ماشاء اللہ۔

اسی طرح ایک طالب علم کے لئے بھی وہی زمانہ زیادہ خطرہ کا ہوتا ہے۔ جب وہ تعلیم پاکر نکلتا ہے۔ اس وقت جہاں اس کا قدم پڑ گیا۔ پڑ گیا۔ ایک بی۔ اے۔ ۴۰۔ ۵۰۔ ۱۰۰ روپیہ تک تنخواہ کے لئے مارا مارا پھرتا ہے۔ اور ایک ایف اے بھی نہیں پاس ہوتا۔ مگر اس کی خلق اچھی ہوتی ہے۔ اس لئے امیر کبیر بن جاتا ہے۔ تو ہر چیز کی ترقی اور تنزل خلق کے زمانہ میں شروع ہوتی ہے۔ اس لئے اس کے متعلق دعا سکھائی۔ کہ اس وقت جن چیزوں سے واسطہ پڑے۔ ان کے بُرے اثرات سے بچا۔

پھر فرمایا۔ ومن شر غاسق اذا وقب کہو کہ اس کے علاوہ اور سے بھی پناہ مانگتا ہوں غسق کہتے ہیں۔ جب کسی چیز کی تاریکی بڑھ جاتی ہے۔ اس لئے یہ مطلب ہوا۔ کہ میں

اس تاریک چیز سے

پناہ مانگتا ہوں۔ جو اپنی تاریکی کے پردہ میں غائب ہو جاتی ہے جس پر بے انتہا تاریکی چھا جاتی ہے۔

پھر اس کے یہ بھی معنی ہیں۔ کہ جب چاند سورج کو گرہن لگے۔ اس وقت کے بُرے اثرات سے پناہ مانگتا ہوں۔ کسی قوم کے لئے یہ دوسری مصیبت کی گھڑی ہوتی ہے۔ جب اس میں

تنزل کے آثار

پیدا ہو جائیں۔ جب اس میں اندھیرا آنا شروع ہو جائے۔ اس وقت بھی اس قوم کے لئے بہت مشکل زندگی ہو جاتی ہے۔

پھر فرمایا۔ ومن شر النفثت فی العقد کہو۔ اور ان چیزوں کی بُرائی سے پناہ مانگتا ہوں۔ جو تعلقات قطع کرا دیتی اور لڑائی جھگڑے پیدا کر دیتی ہیں۔ جس وقت کسی قوم میں خرابی پیدا ہوتی ہے۔ وہی اس کے لئے گرہن کا زمانہ ہوتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ آپس کے تعلقات قطع ہو جاتے ہیں مسلمانوں کے سارے فسادوں کی وجہ چند

ذاتی جھگڑے

ہی تھے۔ اور اس زمانہ میں بھی اگر ہم میں کوئی اختلاف پیدا ہوتا ہے۔ تو ذاتی جھگڑوں کے ہی باعث پیدا ہوتا ہے۔ اگر غیر مبائعین سے اختلاف ہوا۔ تو وہ بھی ذاتی اختلاف کی وجہ سے ہی ہوا۔ ایسے موقعہ پر اگر انسان یہ کہے۔ کہ تعلقات کو ٹوٹنے نہ دوں گا۔ خواہ کچھ ہو۔ تو وہ گھڑی گذر جاتی ہے۔ اور امن پیدا ہو جاتا ہے

پھر انسان جب ایسے کمال کو پہنچ جاتا ہے۔ کہ دنیا دیکھ کر حسد کرتی اور لڑتی ہے۔ اس وقت گویا دشمنوں کی طرف سے فساد شروع ہو جاتا ہے۔ اس سے بھی پناہ مانگنے کے لئے دعا سکھائی۔ ومن شر حاسد اذا حسد۔ کہ

حسد کرنے والے حاسدوں سے بھی بچا

اس طرح ہر پہلو کے لحاظ سے مکمل دعا سکھائی گئی۔ آگے

دوسری سورۃ

شروع ہوتی ہے۔ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم۔ میں اللہ کا نام لیکر پڑھتا ہوں۔ جو بے انتہا کرم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ قل اعوذ برب الناس ملک الناس الٰہ الناس کہو۔ میں اس خدا سے پناہ مانگتا ہوں۔ جو تمام مخلوق کا مالک بادشاہ اور معبود ہے۔ یہ

تین قسم کے فتنوں سے بچنے کے لئے دعا

ہے۔ یعنی جسمانی فتنوں سے بچنے کے لئے۔ تمدنی اور سیاسی فتنوں سے بچنے کے لئے۔ اور مذہبی فتنوں سے بچنے کے لئے یہ یہ تین قسم کے ہی فتنے ہوتے ہیں۔ جو انسان کی تباہی کا باعث بنتے ہیں۔ یعنی جسمانی تمدنی اور روحانی بیماریاں۔ اور ان تینوں اقسام سے بچنے کے لئے رب الناس۔ ملک الناس اور الٰہ الناس کی صفات سے حفاظت چاہنے کی ہدایت کی گئی ہے۔

من شر الوسواس ان تینوں صفات کے ذریعہ کس چیز سے پناہ مانگتا ہوں۔ ان صفات سے جو تعلقات ہیں۔ ان کے متعلق

وسوسہ ڈالنے والے کے شر سے

یا وسوسے۔ وسوسہ ڈالنے والے کون ہوتے ہیں۔ الخناس وہ خناس ہیں۔ پیچھے رہ کر وسوسہ اندازی کرتے ہیں۔ یہ

سچے اور جھوٹے آدمی کے پرکھنے کا گر

بتایا گیا ہے۔ سچا آدمی دلیری سے سامنے آتا ہے۔ مگر جھوٹا آدمی دوسرے کے کان میں بات کہتا اور خود پوشیدہ رہنا چاہتا ہے یہ منافق کی علامت بتادی کہ وہ خناس ہے۔ خود سامنے نہ آئیگا بلکہ دوسرے سے کہے گا۔ کہ یوں بات معلوم ہوتی ہے۔ مگر مومن کا کام یہ ہوتا ہے۔ کہ تمام جماعت کا جو انتظام ہو۔ اس کے ماتحت چلتا اور خلیفہ کو اطلاع دیتا ہے۔ کہ فلاں بات اس طرح ہے۔ وہ زید اور بکر کی بات خلیفہ سے کہتا ہے۔ نہ کہ زید کی بات بکر سے اور بکر کی زید سے کہتا پھرتا ہے۔ جس سے فتنہ پیدا ہوتا ہے۔ مگر

منافق خناس ہوتا ہے

وہ ایک کی بات دوسرے کے کان میں ڈالتا ہے۔ اور اس غرض کے لئے ایسے آدمی کو منتخب کرتا ہے۔ جس میں اس کی بات کی تردید کرنے کی قابلیت نہ ہو۔ اور جسے تردید کی قابلیت حاصل ہو۔ اس تک بات نہ پہنچائے۔ تاکہ ازالہ نہ ہو سکے۔ اور اندر ہی اندر فتنہ بڑھتا جائے۔

اس طرح ہر شخص کی بآسانی پرکھ ہو سکتی ہے۔ ورنہ یوں کسی کا قسم کھا لینا کہ میں نے کوئی فتنہ انگیزی نہیں کی۔ کوئی چیز نہیں منافق قسم کھا جاتے تھے۔ اور اس کا ذکر قرآن کریم میں آتا ہے قرآن کہتا ہے۔ ایسے شخص کی علامت یہ ہے۔ کہ وہ خناس ہوگا۔ دوسروں سے ادھر ادھر کی باتیں کہتا پھرے گا اور جس سے کہنی چاہیئے۔ اس سے نہیں کہتا۔ اور اس کی ہمیشہ یہ کوشش ہوتی ہے۔ کہ چھپا رہے۔

کیسی صاف اور واضح

منافق کی علامت

بتادی گئی۔ کہ ایک کی بات دوسرے سے کہتا ہے اور جس سے اس بات کا تعلق ہوتا ہے۔ اس سے نہیں کہتا۔ مثلاً ایک شخص آتا ہے۔ اور زید سے کہتا ہے۔ فلاں بات سے مجھے شبہ ہوا ہے۔ کہ تم نے چوری کی ہے۔ اس سے زید کے دل میں وسوسہ نہیں پیدا ہوگا۔ کیونکہ اسے تو معلوم ہی ہوگا۔ کہ اس نے چوری کی ہے۔ یا نہیں کی۔ وسوسہ اسی کو پیدا ہوتا ہے۔ جس کے متعلق کوئی بات نہ ہو۔ اور اس سے اس کا ذکر کیا جائے۔ گویا شبہ غیر کو پڑا کرتا ہے۔ کوئی فعل کرنے یا نہ کرنے والے کو نہیں پڑتا۔ پس منافق کی یہ علامت ہے۔ کہ یوسوس فی صدور الناس۔ یقین کی راہ کو چھوڑ کر وسوسہ کی راہ اختیار کرتا ہے اس کے پاس نہیں جاتا جسے یقین حاصل ہو۔ بلکہ اس کے پاس جاتا ہے۔ جس کے دل میں وسوسہ پڑ سکے۔ من الجنۃ والناس ایسے لوگ بڑوں میں سے بھی ہوتے ہیں۔ اور چھوٹوں میں سے بھی۔ رسول کریم صلے اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھنے والوں کے متعلق آیا ہے۔ کہ اس طرح ٹیکیں لگا کر بیٹھے تھے ایسی حالت میں دیکھکر باہر سے آنے والے لوگ ان کو بڑا سمجھتے تھے یا چھوٹا۔ یقیناً ان کا یہی خیال ہوتا ہوگا۔ کہ یہی

اصلی مختار کار

ہیں۔ مگر انہی کے متعلق آیا ہے۔ کہ ان کے جنازہ کی نماز بھی نہ پڑھو تو کسی کا بڑا چھوٹا ہونا کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ اور نہ منافق کی یہ علامت ہے۔ کہ وہ مجلس میں بیٹھنے والا نہ ہو۔ اسی طرح منافق کی یہ بھی علامت نہیں۔ کہ وہ کسی

بڑے عہدہ پر

نہ ہو۔ یہ سب باتیں رسول کریم صلے اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت کے منافقوں کو حاصل تھیں۔ ان میں سے ایسے تھے۔ جو قوم کے نمائندے تھے۔ ایسے تھے۔ جنہیں رسول کریم صلے اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم بلا کر مشورہ پوچھا کرتے تھے۔ ایسے تھے۔ جو اگلی صف میں آگے ہو کر بیٹھتے۔ مگر باوجود اس کے قرآن کریم میں ان کے متعلق آتا ہے۔ کہ ان کا جنازہ نہ پڑھو۔ کیونکہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک وقت تک ڈھیل دی جاتی ہے۔ جو اس سے فائدہ نہیں اٹھاتا۔ اور اپنی اصلاح نہیں کرتا۔ وہ آخر

قابل سزا

ٹھہرتا ہے۔

پھر یہ بھی ضروری نہیں۔ کہ رسول کو منافقوں کا علم ہو۔ اور اگر علم ہو۔ تو پھر یہ ضروری نہیں۔ کہ رسول ان پر ظاہر کرے

حدیث میں آتا ہے ۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض منافقوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ۔ ان میں یہ یہ نقائص ہیں ۔ اس کے بعد انہی منافقوں میں سے ایک آپ کے پاس آیا ۔ اور آپ اس کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے ۔ اس کے جانے کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا ۔ یا رسول اللہ یہ کیا ۔ آپ نے فرمایا ۔ بعض شر در سے بچنے کے لئے یہ بھی ضروری ہوتا ہے ۔ تو ضروری ہوتا ہے ۔ کہ رسول یا اس کا نائب باوجود منافقوں کے متعلق علم دیئے جانے کے اس وقت تک خموش رہے ۔ جب تک کہ منافق مضبوط گرفت میں نہ آ جائے ۔ اور اس وقت تک منافق بڑا بھی بنا رہے ۔ پس یہ باتیں

مومن اور منافق میں امتیاز

پیدا کرنے والی نہیں ہوتیں ۔ بلکہ ان کی پرکھ کا یہ طریق ہے کہ منافق خناس ہوتے ہیں ۔ وسوسے ڈالتے اور اپنے آپ کو پوشیدہ رکھتے ہیں ۔ مگر مومن ایسی باتیں نہیں کرتا ۔ جب کوئی قوم ان باتوں سے بچ جاتی ہے ۔ تب ترقی کرتی ہے ۔ اور جو انسان ان باتوں سے بچ جاتا ہے ۔ اسے قرآن کریم پر سچا عمل کرنے کی توفیق ملتی ہے ؛

اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ ہم قرآن کریم پر عمل کر کے ہی ترقی کر سکتے ہیں ۔ جب تک قرآن پر عمل نہ کریں ۔ یہ کہنا کہ

ہم ترقی کیوں نہیں کرتے

بے ہودہ بات ہے ۔ بہت لوگ کہتے ہیں ۔ ہماری قوم کو ترقی کیوں نہیں ہوتی ۔ ابھی میں نے قرآن کریم کے بتائے ہوئے ترقی کے اصول بیان کئے ہیں ۔ جب تک ان پر عمل نہ ہو ۔ ترقی کس طرح ہو سکے ۔ ہم میں وفاداری اور حسن ظنی نہیں ۔ ہم غیروں کو احمدیوں سے اچھا سمجھتے ہیں ۔ ایسے لوگ ہیں ۔ جو کہتے ہیں ۔ احمدیوں سے غیر احمدی اچھے ہیں ۔ ایسے ہو کر پھر یہ کہنا کہ ترقی کیوں نہیں ہوتی جاہلانہ بات ہے ۔ جب تک وہ زبان کاٹی نہیں جاتی ۔ جو احمدیوں سے غیروں کو اچھا بتاتی ہے ۔ تب تک قوم ترقی نہیں کر سکتی ۔ ان سورتوں میں

قومی ترقی کے گر

بتائے گئے ہیں ۔ کہ قرآن کریم کے علم کے بعد یہ کام انسان کرے تو ترقی ہوگی ۔ ہماری جماعت کو بھی چاہیئے ۔ کہ وہ ان باتوں پر پوری طرح عمل کرے ۔ تا ترقی حاصل کر سکے ؛

اس کے بعد میں

دعا

کرتا ہوں ۔ جو لوگ دوسری جگہ اعتکاف بیٹھے ہیں ۔ اور یہاں نہیں آسکے ۔ انہوں نے بھی کہا ہے ۔ کہ انہیں بھی دعا میں یاد رکھا جائے ان کیلئے ۔ حافظ صاحب کی صحت کیلئے ۔ ان کے لئے جو تبلیغ کے لئے بیرون ممالک میں گئے ہوئے ہیں ۔ ان کے لئے جو قادیان میں موجود نہیں ۔ دوسرے مقامات پر ہیں ۔ اور جن کے دل اخلاص اور محبت سے بھرے ہوئے ہیں ۔ وہ چاہتے ہیں ۔ کاش ہم بھی موجود قادیان میں ہوتے ۔ نہ ان کے لئے ۔ پھر منافقوں کے لئے اور ان سے بھی بڑھ کر جو لوگ ہمارے نام میں بھی شریک نہیں ان کیلئے دعا کی جائے کہ خدا تعالےٰ ان کے زنگ دور کر دے ۔ پھر ان کے لئے بھی دعا کی جائے ۔ جو ہمارے نام میں تو شریک ہیں ۔ لیکن کام میں شریک نہیں ہیں ۔ یعنی پیغامی ۔ ان کو اتحاد کی رسی میں باندھ دے ۔ پھر ان کے لئے بھی جو ہمیں کافر کہتے ہیں ۔ خدا تعالےٰ کے حضور عفو کی سفارش کرتا ہوں ۔ کیونکہ

اے دل تو نیز خاطر ایناں نگاہ دار
کاخر کنند دعوئے حب پیمبرم

پھر تمام بنی نوع انسان بھی اسی غرض کے لئے پیدا کئے گئے ہیں ۔ جو غرض ہمارے پیدا کرنے کی ہے ۔ اس لئے ان کے لئے بھی دعا کرتا ہوں ۔ خدا تعالےٰ سب کی کمزوریوں نقصوں کو دور کر دے ۔ دنیا سے جہالت ۔ ظلمت مصائب ۔ آلام دور فرما دے ۔ ہمارے اور خدا تعالےٰ کے درمیان جو روک ہو ۔ اسے دور کر دے ۔ اپنے قرب کے وسائل ہمارے لئے مہیا کر دے ۔ ہمارا ہر قدم اس کی رضا اور قرب کے حصول کے لئے اٹھے ۔ اس کا فضل آ کر خود ہمیں ڈھانپ لے ۔ جہاں ہم نہیں پہنچ سکتے ۔ وہاں خود پہنچا دے ۔ اور جہاں ہمارا قدم نہیں پہنچ سکتا ۔ وہاں خود اٹھا کر ہمیں لے جائے ؛

خدا کے ہو جاؤ

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے اپنی بریڈلا ہال والی تقریر میں مسلمانوں کی موجودہ حالت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا تھا

"آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دفعہ حکم دیا ۔ کہ مسلمانوں کی مردم شماری کی جائے ۔ یہ بالکل ابتدائی زمانہ کی بات ہے ۔ مردم شماری کی گئی ۔ تو صحابہ کی تعداد سات سو نکلی ۔ صحابہ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی ۔ حضور نے مردم شماری کیوں کرائی ۔ کیا ہم تھوڑے ہیں ۔ اب تو ہم سات سو ہیں ۔ دنیا کی کوئی طاقت ہمیں تباہ نہیں کر سکتی ۔ آج مسلمان سات سو نہیں سات کروڑ سے بھی زیادہ ہیں ۔ مگر پھر بھی ڈرتے ہیں"

مسلمانوں کی اس حالت کا نقشہ "زمیندار" (۳۰ر مارچ) نے چند اشعار میں اس طرح کھینچا ہے ۔

بزم عزا تو ہے مگر گرم فغاں نہیں کوئی
قوم پہ موت چھا گئی مرثیہ خواں نہیں کوئی

خرمن دیں پہ پے بہ پے گر نے لگیں ہیں بجلیاں
نالہ گرم پھر بھی کیوں شعلہ فشاں نہیں کوئی

موت کی ہے یہ خامشی یا ہے سکوت زندگی
سات کروڑ ہیں دہن جن میں زباں نہیں کوئی

قافلہ کی متاع کو لوٹ رہے ہیں راہ زن
خفتہ ہے میر کارواں اور نگراں نہیں کوئی

جب حالت یہاں تک پہنچ چکی ہے ۔ اور بڑی سختی سے اس کا احساس کیا جا رہا ہے ۔ تو کیوں اس حالت سے نکلنے کے لئے وہ طریق اختیار نہیں کیا جاتا ۔ جو امام جماعت احمدیہ نے مسلمانوں کو ان کی حالت کی طرف توجہ دلانے کے ساتھ ہی بایں الفاظ فرمایا :-

"مسلمانوں کی ترقی کے لئے یہی شرط ہے ۔ کہ وہ خدا کے ہو جائیں ۔ اور خدا ان کا ہو جائے ۔ اور جب خدا کسی کا ہو جائے تو پھر ترقی میں کوئی روک نہیں پیدا کر سکتا"

مسلمانوں کو اپنی روحانی اور مذہبی اصلاح کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے ۔ اپنے خیالات اور عقائد کو اسلام کی سچی اور حقیقی تعلیم کے مطابق بنانا چاہیئے ۔ اور خدا تعالےٰ کے ہو کر خدا سے مدد اور نصرت طلب کرنی چاہیئے ۔ اس کے بعد انہیں دنیا کا وہ کچھ حاصل ہو جائیگا ۔ جو کسی کو حاصل نہیں ہوا ؛

"انقلاب" کا خیر مقدم

"زمیندار" سے علیحدگی کے بعد مولوی غلام رسول صاحب مہر و مولوی عبدالمجید صاحب سالک نے "انقلاب" کے نام سے ایک نیا "روزنامہ" شائع کر کے اس کمی کو کسی حد تک پورا کیا ہے ۔ جو پنجاب کے دارالسلطنت میں مسلمان روزانہ اخبارات کے متعلق پائی جاتی ہے ۔ ہندوؤں کے متعدد روزانہ اخباروں کے مقابلہ میں لاہور میں لے دیکر صرف "زمیندار" اور "سیاست" رہ گئے تھے ۔ اور وہ بھی فرقہ دارانہ کشمکش اور ایک دوسرے کی تخریب میں مبتلا ہو کر مسلمانوں کی کوئی مفید خدمت سر انجام دینے کی بجائے افتراق و انشقاق میں اضافہ کا باعث بن رہے تھے ۔ "انقلاب" جس رنگ ڈھنگ سے نکلا ہے ۔ اس سے توقع کی جا سکتی ہے ۔ کہ وہ اسلامی اخبارات میں ایک شاندار اضافہ ہوگا ۔ اور اس کے مدنظر اسلام اور مسلمانوں کی خدمت ہوگی ۔ جس کا سب سے بہترین طریق یہ ہے ۔ کہ اسلامی مفاد اور مسلمانوں کے سیاسی اور ملکی حقوق کی حفاظت کے لئے ہر فرقہ کے مسلمانوں کو آپس میں متحد کرنے کی کوشش کی جائے ۔ اور ایک انتظام کے ماتحت انہیں اپنی قوت صرف کرنے کے قابل بنایا جائے ؛

ہم اپنے نئے معاصر کا خیر مقدم کرتے ہوئے توقع رکھتے ہیں ۔ کہ وہ کوئی فرقہ دارانہ جنگ چھیڑ کر اسلامی فضا کو مکدر نہیں بنائے گا ۔ بلکہ ہر رنگ میں مسلمانوں کے اتحاد کے لئے کوشاں ہوگا ۔ کہ اس وقت یہی سب سے بڑی وقت کی ضرورت ہے ؛

فخر قومی

موجودہ زمانہ میں راجپوتوں کا کیا فرض ہے

عام طور پر پنجاب میں راجپوت قوم کے افراد اپنے آپ کو معزز سمجھتے ہیں۔ اور اس بناء پر کہ وہ ہندوستان کے پرانے شرفاء کی یادگار ہیں۔ دوسرے لوگوں سے اس بات کے متوقع ہوتے ہیں۔ کہ ان کی عزت کریں۔ لیکن میری رائے میں یہ بات غلط ہے۔ اور اس غلطی کی وجہ سے یہ قوم دن بدن تنزل کی طرف جا رہی ہے۔ اور یہ قومی فخر کا غلط طریق ہے۔ جس کے نتائج خطرناک ہوتے ہیں۔ اور اس قسم کے فخر کرنے سے قرآن شریف اور شریعت اسلام نے منع کیا ہے۔ انا خیر منہ کے الفاظ ابلیس بے نصیب کے منہ میں ڈالے گئے ہیں۔ لیکن فخر کی ایک قسم جائز بھی ہے۔ جو خوش نصیب لوگوں کو حاصل ہوتی ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ اپنے مکرم اور معزز آباؤ اجداد کے اعمال کریمہ کی تبلیغ کی جائے۔ اور اس طرح ان لوگوں نے جو فخر کمایا تھا۔ اس کو صرف بحال ہی نہ رکھا جائے۔ بلکہ اس کو چار چاند لگائے جائیں ؛

ہندو و بت پرست راجپوتوں میں بہت سی غلطیاں تھیں۔ جن کی وجہ سے ان کی سلطنت ہندوستان میں ضائع ہو گئی۔ اب ان غلطیوں کے ذکر کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اسلام لا کر ہم لوگ ان غلطیوں سے بہت بڑی حد تک منزہ ہو چکے ہیں۔ لیکن ان میں بعض خوبیاں بھی تھیں۔ جو ہر مذہب و وقت اور ہر قوم میں سراہی جاتی ہیں۔ اور یہ انکی خوبیوں کی وجہ ہی تھی۔ کہ اگرچہ مسلمانوں نے ان سے سلطنت چھین لی۔ اور متواتر میدان جنگ میں انکو شکست دی۔ لیکن پھر بھی وہ اس بات پر مجبور ہوئے۔ کہ ان کی خوبیوں کا اعتراف کریں۔ اور باوجود ان کو شکست دینے کے ان کو ہندوستان کی سلطنت اور دولت میں قریباً قریباً اپنے برابر کا حصہ دار بنایا۔ اور ان کی لڑکیوں کو اپنی زوجیت میں لیکر ان کی اپنے ساتھ برابری کا اعتراف کیا۔ کیونکہ کوئی آدمی اس بات کو پسند نہیں کرتا۔ کہ اس کے بچوں کی ماں ذلیل اور کمینہ اخلاق کے لوگوں میں سے ہو۔ ان خوبیوں میں سے چند مندرجہ ذیل تھیں:۔

اوّل:۔ روح قربانی۔ اس عجیب قوم میں قربانی کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ ایک راجپوت کے لئے۔ اپنی جان کو قربان کر دینا۔ اپنے مذہب ملک کی خاطر۔ اپنے اہل و عیال کی خاطر۔ اپنی عزت و وقار کی خاطر بالکل معمولی بات تھی۔ اس بات میں بچے و بوڑھے۔ مرد و زن سب کو حصہ وافر ملا ہوا تھا۔ بلکہ یہی کہونگا کہ اس خلق میں وہ لوگ نقص کی حد تک پہنچے ہوئے تھے۔ اور بعض دفعہ اپنے عزیزوں اور قیمتی جان کو بلا ضرورت بھی ضائع کر دیتے تھے۔ صنف نازک کا اپنے آپ کو بخوشی بھڑکتی ہوئی آگ میں پھینک دینا اگرچہ غلط ضرور ہے۔ لیکن وہ روح اور وہ دل جس کے باعث یہ کام کیا جاتا تھا۔ اس کے محض تصور سے انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

دوم:۔ اس روح قربانی کے ساتھ ملتے جلتے۔ وفاداری اور میدان جنگ میں دلیری کے اخلاق تھے۔ وفاداری اور عہد کی پابندی یہ ایسے اخلاق تھے۔ کہ فاتح مسلمانوں نے اپنے مفتوح لوگوں سے بھائی چارا اپنے لئے فخر سمجھا۔ اور ایک مسلمان جب ایک راجپوت سے معاہدہ کر لیتا تھا۔ تو اس طرف سے اپنے آپ کو بالکل مطمئن سمجھتا تھا ؛

سوم:۔ آزادی کی محبت۔ یہ آزادی کی محبت کا ہی نتیجہ تھا۔ کہ شکست کھانے کے بعد اس قوم کے قبائل کے قبائل اپنے شاداب اور محبوب وطن کو چھوڑ کر ہندوستان کے پہاڑوں اور ریگستانوں میں گھس گئے۔ اور اپنے وطن مالوف کو ہمیشہ کے لئے خیر باد کہہ دیا تھا۔ اور اس بات کو پسند نہ کیا۔ کہ مفتوح ہو کر غیروں کی رعایا بنیں۔ اور یہ اسی طبعی حریت کی وجہ ہے کہ اس وقت مفتوح ہندوستان میں بھی راجپوتوں کی بڑی بڑی ریاستیں پائی جاتی ہیں۔ اور جہاں ان کی ریاستیں نہیں ہیں وہاں بھی قبائل اس قدر طاقتور موجود ہیں۔ کہ اپنی عزت و وقار کی حفاظت کر سکیں ؛

چھارم:۔ سچائی کی محبت۔ یہ عجیب بات ہے کہ ہندوستان میں اسلام قبول کرنے والوں کی مردم شماری کے لحاظ سے سب سے بڑی تعداد راجپوتوں کی پائی جاتی ہے۔ جیسے کہ وہ مسلمانوں کے اشد ترین دشمن تھے۔ ویسا ہی جب ان کو معلوم ہو جاتا تھا۔ کہ اسلام سچا مذہب ہے۔ تو جرأت سے اور بلا خوف لومۃ لائم اسلام کی سچائی کو قبول کر لیتے تھے۔ اس عجیب و غریب تغیر کی وجہ میری رائے میں اس قوم میں وہ حُریّت کا موجود ہونا بھی تھا۔ جس کے متعلق میں پہلے ذکر کر آیا ہوں۔ راجپوتوں جیسی جری اور آزادی پسند قوم کے لئے یہ ناممکن تھا۔ کہ اسلام کا آزادی بخش پیغام سُننے کے بعد بھی بُت پرستی اور برہمن پرستی جیسے رذیل شعار پر دیر تک قائم رہتی۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ہندوستان میں اگرچہ بہت سی قوموں نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے حریت بخش اور آزادی کن پیغام کو سنا۔ لیکن اس کی سب سے زیادہ قدر کرنے والے اور اس کو ماننے والے راجپوت ہی تھے۔ پنجاب کے راجپوت ۸۰ فیصدی مسلمان ہو چکے ہیں۔ جاٹ ۵۰ فیصدی۔ اور باقی معزز قوموں کا تناسب بہت کم ہے ؛

پنجم اسی طرح عورت و اولاد کی عزت کا خلق بھی ان لوگوں میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ اگرچہ اس کا طرز اظہار بالکل مشرکانہ بلکہ وحشیانہ تھا۔

ششم:۔ آباؤ اجداد کی عزت۔ عربوں کی طرح اس قوم میں بھی یہ رسم ہے۔ کہ آباؤ اجداد کے اسماء کو محفوظ رکھا جاتا ہے اور اس کے لئے خاص اہتمام کیا جاتا ہے۔ اور بعض ایسے قبائل ہیں۔ جن میں ہزارہا سال کے شجرے محفوظ چلے آتے ہیں۔ ان میں سے بعض قومیں اپنے نسب کا انحصار میراثیوں کی یادداشت پر رکھتی ہیں۔ اور بعض میں یہ رسم ہے۔ کہ قریباً ہر فرد اپنا شجرہ نسب محفوظ رکھتا ہے۔ اور اگر ایسا نہ ہو۔ تو اس کے اس قوم کے ساتھ تعلق کو مشتبہ کر دیتا ہے ؛

مندرجہ بالا اخلاق کی وجہ سے یہ قوم معزز سمجھی جاتی تھی اور ان لوگوں کے کارہائے نمایاں لوگوں سے مطالبہ کرتے تھے کہ ان کی عزت کی جائے۔ اب جو بات ہم نے دیکھنی ہے۔ وہ یہ ہے کہ موجودہ زمانہ کے مسلمان راجپوتوں میں اور خاص کر احمدی راجپوتوں میں یہ جوہر کہاں تک پائے جاتے ہیں۔ کیا وہ صدق و وفا۔ جو آپ لوگوں کے آباؤ اجداد نے جھوٹے بتوں کے ساتھ دکھلایا کیا آپ لوگ اس قسم کا صدق و وفا اس سچے محسن اور رحمان و رحیم خدا کے ساتھ دکھلا رہے ہیں۔ جو ہماری عزیز بلکہ ناچیز جانوں کا خالق اور ربّ ہے۔ اور کیا وہ عجیب و غریب قربانی جو آپ کے آباؤ اجداد نے اس آنی اور فانی عزت کی خاطر کی۔ کیا اس قسم کی قربانی آپ لوگ اس اسلام کی خاطر کر رہے ہیں یا کرنے کے لئے تیار ہیں۔ جس کے ساتھ بنی نوع انسان کی عزت و وقار وابستہ ہے۔ اگر آپ لوگ وہی قربانی اسلام کے لئے کر رہے ہیں یا کرنے کے لئے تیار ہیں۔ تو چشم ما روشن دل ما شاد۔ ہم آپ لوگوں کی ہر طرح کی عزت کرنے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن اگر واقعہ میں یہ بات نہیں۔ تو اس قسم کی خواہش ناواجب اور بے سُود اور موجب خفت بلکہ قابل شرم ہے۔ اور جس قدر جلدی ہم اس جھوٹے فخر کو ترک کر دیں۔ بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے:۔ انا جعلناکم شعوبا و قبائل لتعارفوا۔ ہم نے تم کو شعوب و قبائل بنایا ہے۔ تاکہ نیکی کرنے میں ایک دوسرے سے تسابق کرو۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ تم میں سے سب سے زیادہ معزز وہ ہے۔ جو زیادہ متقی ہے۔ پُرانے لوگ اپنے رنگ اور اپنے مذہب کے مطابق متقی تھے۔ اس لئے معزز و مکرم تھے۔ اب مسلمان راجپوت اگر معزز و مکرم ہونا چاہتے ہیں۔ تو ان کو اسلام کے اصول کے مطابق متقی ہونا چاہیئے۔ زبانی جمع و خرچ نہ کبھی پہلے زمانہ میں کام آیا ہے۔ اور نہ اب مفید ہو سکتا ہے۔ اسلام اس وقت بے یار و مددگار ہے۔ اسلام اس وقت مغلوب و محصور ہے۔ اس کی رستگاری اور ترقی کے لئے بھی قربانی کی ضرورت ہے۔ جو کسی

کسی ملک یا کسی عورت کی خاطر نہیں۔ بلکہ محض للہ بنی نوع انسان کی بھلائی کیلئے ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جھنڈے کے نیچے جو اس زمانہ کے سید الشہداء ہیں۔ بہت سی قومیں اپنی قربانی پیش کر رہی ہیں۔ راجپوتوں کے لئے سوچنے کا موقع ہے کہ اس قربانی میں ان لوگوں کا کس قدر حصہ ہے۔ اور اس زمانہ میں جو جنگ اور جدوجہد شروع ہے۔ اس میں راجپوتوں نے کہاں تک امتیاز حاصل کیا ہے۔ اور کہاں تک قربانی اور وفاداری کی وہ روح جو ان کے آباؤ اجداد نے زمانہ جاہلیت میں دکھلائی تھی۔ ان کے سپوتوں نے زمانہ اسلام میں قائم رکھی ہے۔ زمانہ گذشتہ کے لوگوں کا مقولہ تھا۔ کہ جان جائے پر آن نہ جائے۔ لیکن اس زمانہ کے لوگوں کا مقولہ یہ ہونا چاہیئے۔ کہ جان جائے لیکن اسلام و ایمان نہ جائے۔ اگر یہ نہیں ہے۔ تو کچھ بھی نہیں۔ اگر یہ نہیں ہے تو بہتر ہے۔ کہ گذشتہ فخر کو بھلا دیا جائے۔ کیونکہ یاد سوائے شرم اور درد کے اور کوئی بات قلب میں پیدا نہیں کر سکتی۔ اور جھوٹی شیخی نفس کی رذالت پر دلالت کرتی ہے۔ نہ کہ عزت و عظمت پر۔ یہ اللہ تعالیٰ کے عہد کا دن ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے قوموں کو پھر بلایا ہے۔ اس لئے راجپوتوں کا وہ حصہ قوم جو واقعہ میں احمدی ہو چکا ہے۔ اس کو چاہیئے کہ اپنے غیر احمدی عزیز و اقارب میں تبلیغ اسلام کرے۔ اور مسلمان راجپوتوں کا بڑا حصہ جب احمدی ہو جائے۔ تو پھر ہمارے راجپوتوں میں جو ابھی تک رب العالمین کے بدلہ بتوں کے پوجاری ہیں۔ اور خدمت بنی نوع انسان کے بدلہ برہمنوں کی خدمت پر اکتفا کرتے ہیں۔ ان کو مسلمان بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اگر جان توڑ کر کام کیا جائے تو پھر کوئی وجہ نہیں۔ کہ ایک نسل کے اندر اندر یہ سب لوگ مسلمان نہ ہو جائیں۔ اور کم از کم پنجاب کے اندر ہم سرخروئی سے یہ بات کہہ سکیں۔ کہ اب راجپوتوں میں سے کوئی بھی بتوں کا پوجاری نہیں۔ لیکن اگر ہم اپنی بیوی بچوں کو اور اپنی ثروت کے سامان زراعت اور تجارت وغیرہ کو اللہ تعالیٰ کے لئے اور اللہ تعالیٰ کے دین کے لئے نہیں چھوڑ سکتے۔ اور حضرت اقدس کے ساتھ جو ہمارا عہد ہے۔ کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کریں گے۔ اس کو کما حقہ پورا نہیں کر سکتے۔ تو کم از کم ایک جھوٹے فخر کو ترک کرکے اس گناہ سے ہم کو بچنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ جو اللہ تعالیٰ کے سامنے اور عام طور پر لوگوں کے سامنے ذلت کا موجب ہے۔ والسلام

فتح محمد سیال۔ ایم اے - قادیان

ابو یعلیٰ رضؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عقلمند وہ شخص ہے۔ جو اپنے نفس سے حساب لیتا رہے۔ اور مرنے کے بعد کی زندگی کے لئے ابھی سے تیاری کرے۔ اور نکما وہ شخص ہے۔ جو اپنے نفس کی آرزوؤں کی پیروی کرے۔ اور پھر بخشے جانے کی امید رکھے (ترمذی)

مولوی عبدالرحیم صاحب درد ایم اے کا خط

بنام ایڈیٹر صاحب اخبار "پیغام صلح"

جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح لاہور - السلام علیکم۔

۱۷ فروری ۱۹۲۷ء کے پیغام میں جناب نے میرا ایک پرائیویٹ خط شائع کیا ہے۔ جو میں نے محمد اصفہانی صاحب کو لکھا تھا۔ آپ نے جو خط شائع کیا ہے۔ وہ میرے انگریزی خط کا آپ نے ترجمہ کیا ہے۔ چونکہ یہ خط و کتابت ابھی تک جاری ہے۔ اور انگریزی میں ہو رہی ہے۔ اس لئے میں محمد اصفہانی صاحب کے خیالات کے متعلق ابھی کچھ کہنا نہیں چاہتا۔ مگر ایک بات کا واضح کر دینا میرے نزدیک ضروری ہے۔

آپ نے میرے ایک فقرہ کا ترجمہ اس طرح کیا ہے۔ "ہم کسی شخص کو کافر نہیں کہتے"

میرے اصل الفاظ یہ ہیں:- "We do not style any body as a Kafir" میرا مطلب اس فقرہ سے یہ تھا۔ کہ ہم کسی شخص کو بھی کافر کہکر مخاطب نہیں کرتے۔ لفظ "Style" کے معنے انگریزی لغت میں یہ ہیں۔ "To entitle in addressing or speaking of"

اصفہانی صاحب کی غلط فہمی بھی دور ہو چکی ہے۔ چنانچہ وہ اپنے خط میں مجھے لکھتے ہیں:-

"Your last letter to me explains me that (I) you do not believe Mohammad (ص) as last prophet and (II) you do not consider other Muslims as Muslims. This is what I wanted to know......"

یعنی آپکے آخری خط سے مجھ پر واضح ہو گیا کہ (۱) آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری نبی تسلیم نہیں کرتے۔ اور (۲) تمام مسلمانوں کو مسلمان نہیں قرار دیتے۔ اور یہی میں معلوم کرنا چاہتا تھا

ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حقیقی نبی یقین کرتے ہیں۔ اور قرآن شریف سے واضح ہے۔ کہ نبی کا نہ ماننے والا کافر کہلاتا ہے۔ اسلام کی یہ تعلیم نہیں کہ کانے کو کانا ہی کہا جائے۔ پس ہم نہ کسی کو خود کافر بناتے ہیں۔ اور نہ کافر کے نام سے یاد کرتے یا بلاتے ہیں۔ ہاں جو شخص ایک نبی کا انکار کرتا ہے۔ یا ایک مومن پر کفر کا فتوے لگاتا ہے۔ وہ خود اسلام کی رُو سے اپنے آپ کو کافر قرار دیتا ہے۔

پس میرا وہی مطلب تھا۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے ایک خط میں بیان فرمایا۔ جو ریویو انگریزی (بابت ماہ جنوری ۱۹۲۳ء) میں شائع ہو چکا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔

"There is no reason for us to injure the feelings of others by unnecessarily giving expression to our thoughts. There might be hundreds of people whom we consider to be liars but neither Islam nor any other law allows us to go about calling them such. Therefore the man who goes about calling the non-ahmadies Kafirs, jews, ignorant etc without there being any necessity for his doing so is really a creator of mischief and guilty of breaking the laws of Islam. They may be Kafirs in his opinion but why should he call them so."

یعنی ہمارے نزدیک یہ بات قطعی طور پر ناواجب ہے۔ کہ ہم اپنے خیالات کا اس رنگ میں اظہار کریں جس سے دوسروں کے جذبات کو صدمہ پہنچے۔ دنیا میں سینکڑوں آدمی ایسے ہونگے۔ جنہیں ہم صادق نہیں سمجھتے۔ لیکن نہ ہی اسلام اور نہ ہی کوئی قانون ہمیں اس امر کی اجازت دیتا ہے۔ کہ ہم بالضرور ایسے آدمیوں کو غیر صادق اور جھوٹا کہیں۔ بنابریں اگر کوئی شخص بعض غیر احمدیوں کو بغیر کسی اشد ضرورت کے کافر۔ یہودی اور بے دین کہتا ہے تو بلاشبہ وہ شرارت کی بنیاد رکھتا ہے۔ اور احکام اسلام کی تخریب کرنے کا مجرم ہے۔ ایسے لوگ اگر اس کی رائے میں کافر ہیں۔ تو بھی اسے یہ مناسب نہیں۔ کہ انہیں ضرور کافر کے نام سے ہی پکارے۔

میں امید کرتا ہوں آپ میرا یہ خط اپنے اخبار میں شائع فرمائینگے۔ والسلام خاکسار درد از لنڈن ۔

احمدی طلباء اور ان کے والدین توجہ فرمائیں

صیغہ نظارت تعلیم وتربیت کے کاموں میں سے ایک کام یہ بھی ہے۔ کہ احمدی طلباء اور ان کے والدین کو ملک اور جماعت کی ضروریات اور نیز خود ان کی اپنی ترقی اور بہبودی کو ملحوظ رکھتے ہوئے تعلیم کی صحیح لائینوں کی طرف توجہ دلائے۔ اور ان کو اس امر کے متعلق مشورہ دے۔ کہ ان کے لئے کس قسم کی تعلیم حاصل کرنا مفید ہو سکتا ہے۔ اس وقت تک دیکھا گیا ہے۔ کہ بچے محض اعلےٰ تعلیم کے نام کے گرویدہ ہوکر کالجوں میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اور خود ان کو اور ان کے والدین کو یہ علم نہیں ہوتا اور نہ انہوں نے اس معاملہ میں کبھی غور کیا ہوتا ہے۔ کہ آیا ان کے حالات اور ملک کی ضروریات کے لحاظ سے کالج کی تعلیم ان کے لئے مفید بھی ہوسکتی ہے یا نہیں۔ اور یہ کہ اگر کالج کی تعلیم مفید ہوسکتی ہے۔ تو ان کو کالج میں کون سے مضامین لینے چاہیئے اور پھر یہ کہ بالآخر ان کو کس قسم کے پیشہ کے لئے اپنے آپ کو تیار کرنا چاہیئے۔ اکثر بچے۔ بی۔ اے یا ایم۔ اے پاس کرنے کے بعد پھر یہ سوچنے بیٹھتے ہیں۔ کہ اب ان کو کیا کرنا چاہیئے۔ حالانکہ اس قسم کے فیصلہ کا وقت ان کے لئے گذر چکا ہوتا ہے۔ اور انہوں نے بسا اوقات کالج میں وہ مضامین نہیں لئے ہوتے۔ جو اس لائن کے مناسب حال ہوں۔ جو وہ اب اختیار کرنا چاہتے ہیں۔ علاوہ ازیں عموماً ایسا ہوتا ہے۔ کہ ایک عام رَو کے ماتحت بچے ایک خاص پیشے کے کالج کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ حالانکہ اس لائن میں کسی مزید کھپت کی بہت کم گنجائش ہوتی ہے۔ جیسا کہ آج میڈیکل کالج یا لاء کالج کا حال ہو رہا ہے۔ اور پھر بہت سی ایسی لائنیں ہوتی ہیں۔ جن کا طلباء اور ان کے والدین کو علم ہی نہیں ہوتا۔ یا اگر علم ہوتا ہے۔ تو ایسا علم نہیں ہوتا۔ کہ جس کی بناء پر وہ اسکے متعلق فیصلہ کرسکیں۔ الغرض اس قسم کی باتوں کے متعلق احمدی طلباء اور ان کے والدین کو مشورہ دیئے جانے کی ضرورت ہے۔ اور بذریعہ اعلان ہذا میں احباب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ کہ نظارت ہذا کی طرف سے انشاء اللہ پوری ہمدردی اور حتی الوسع پوری بصیرت کے ساتھ اس قسم کا مشورہ دیا جائے گا۔ احباب کو چاہیئے۔ کہ اپنے بچوں کو کالج میں داخل کرنے سے قبل دفتر ہذا کو اپنے حالات سے اطلاع دیں۔ جس پر انشاء اللہ ان کے مناسب حال مشورہ دیا جائے گا۔ بلکہ زیادہ بہتر تو یہ ہے کہ جب بچہ مدرسہ میں ہو۔ اسی وقت اس کے مستقبل کے متعلق فیصلہ کر لیا جائے۔ کہ اسے کس لائن کے لئے تیار کیا جائے گا۔ تاکہ وہ سکول سے ہی ان مضامین کی طرف زیادہ توجہ شروع کر دے۔ جو اس لائن کے واسطے ضروری ہوں۔ میں اس موقعہ پر احباب سے یہ بھی عرض کرتا ہوں۔ کہ ہماری جماعت کو بی۔ اے یا ایم۔ اے کا نام حاصل کرنے کی بجائے زیادہ تر صنعت وحرفت کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ اور کالج کی تعلیم میں بھی زیادہ تر ان لائنوں کو اختیار کرنا چاہیئے جو ملک اور جماعت کی حقیقی بہبودی کا موجب ہوں۔ بی۔ اے یا ایم۔ اے پاس کر کے سرکار کی نوکری کر لینے کو اپنی مادی ترقی کا منتہیٰ سمجھنا ایک تنگ نظری اور درحقیقت پست ہمتی کا خیال ہے۔ ان دنوں میں اول تو نوکری ملتی ہی کم ہے۔ اور پھر ملے بھی تو اس میں علاوہ سو قسم کی پابندیوں کے آمدنی بھی بہت کم ہوتی ہے۔ اور اس کے مقابلہ میں آزاد پیشوں کو اختیار کرنا دین ودنیا کے لئے بہت بہتر اور مبارک ہے۔ اب تو ہر قسم کی اعلیٰ تعلیم کے لئے کالج کھل گئے ہیں۔ اور ان کی طرف جماعت کے دوستوں کو توجہ کرنی چاہیئے۔ اس قسم کی تعلیم کے بعد اگر بعد میں نوکری ہی کرنی پڑے۔ تو پھر بھی وہ چونکہ ایک پیشہ کی نوکری ہے۔ وہ دوسری قسم کی نوکریوں سے بہت بڑھ کر ہے۔ تجارت کی اعلےٰ تعلیم کے لئے کالج ہیں۔ جن میں یہ ہنر بھی سکھایا جاتا ہے۔ کہ کس طرح بہت کم سرمایہ کے ساتھ تجارت کا کام شروع کیا جا سکتا ہے۔ پھر صنعت وحرفت کے کالج ہیں۔ زراعت کی تعلیم کے لئے کالج ہیں۔ جن کی طرف زراعت پیشہ احباب کو بہت توجہ کرنی چاہیئے۔ پھر انجینرنگ کی تعلیم کے لئے کالج ہیں۔ جس میں ابھی تک مسلمان بہت پیچھے ہیں۔ میڈیکل تعلیم کے واسطے کالج ہیں۔ پھر قانون دانی کے کالج ہیں۔ غرض اس طرح بہت سی لائنیں ہیں۔ جن کی طرف اگر ابتدائے زمانہ تعلیم میں ہی بچوں کے مذاق اور حالت کو دیکھ کر ان کو لگا دیا جائے۔ تو وہ آئندہ اس لائن میں خوب ترقی کر سکتے ہیں۔ ان باقاعدہ اعلےٰ تعلیم کے کالجوں کے علاوہ معمولی دستکاری یا ہاتھ سے کام کرنے کے پیشے بھی بہت کچھ قابل توجہ ہیں۔ مگر بدقسمتی سے ان پیشوں کو ایک تعلیم یافتہ شخص کی شان کے منافی سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ پیشے ملکی ترقی کے لئے بطور ستون کے ہیں۔ اور اگر تعلیم یافتہ لوگ ان پیشوں کی طرف توجہ کریں۔ تو نہ صرف ان پیشوں میں اعلےٰ ترقیات کے دروازے کھل سکتے ہیں۔ بلکہ ملک اور خصوصاً ہماری جماعت کی اقتصادی حالت میں بہت کچھ اصلاح ہوسکتی ہے۔ بہر حال نظارت ہذا سے اس قسم کے جملہ امور میں ہر وقت مشورہ طلب کیا جا سکتا ہے۔ جو انشاء اللہ بہت خوشی اور ہمدردی کے ساتھ دیا جائے گا۔ والسلام ‌:

مرزا بشیر احمد۔ ناظر تعلیم وتربیت

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ غیرت مند ہے اور اس کی غیرت یہ ہے۔ کہ وہ نہیں چاہتا۔ کہ اس کا بندہ اس کے حرام کئے ہوئے کاموں کو کرے۔ (بخاری)

ایک احمدی خاتون کی دردانگیز وحسرتناک موت

میرے بھائی میاں سراج الدین صاحب لاہور بیرون دہلی دروازہ کا لڑکا محمد شفیع کچھ عرصہ سے بیمار ہے۔ جس کی صحت یابی کے لئے الفضل کے ذریعے کئی بار درخواست دعا بھی شائع ہو چکی ہے۔ اور اب بھی درخواست ہے۔ کہ اس کے لئے دعا کریں۔ اللہ تعالےٰ اسے جلد صحت کامل عطا فرمائے۔ اور پھر وہ دیندار لڑکا اپنے دینی جوش کو کام میں لانے کے قابل ہو جائے۔

۲ اپریل ۱۹۲۷ء بروز ہفتہ شام کے بعد اس کے تنفس کی حالت کسی قدر خراب ہوگئی۔ تو متعلقین متفکر ہوکر معالجین کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس کی ہمشیرہ منور اختر بیگم جس کی عمر ۱۹ سال کی تھی اور جو ایک تندرست وتوانا لڑکی تھی۔ باورچیخانہ میں بیٹھی کام کر رہی تھی۔ کہ بھائی کے تنفس کی حالت دیکھنے اٹھی۔ اور دیکھتے ہی گر پڑی اور اسی وقت جان بحق ہوگئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خدا کی شان اس تندرست وتوانا لڑکی کی روح قبض ہونے کے لئے ایک منٹ کا عرصہ بھی نہ لگا۔ ابھی وہ کھانا پکا اور کھلا رہی تھی۔ اور چولہوں میں آگ سلگ رہی تھی۔ کہ وہ سب کچھ ویسے ہی چھوڑ کر خدا تعالےٰ کے ہاں جا پہنچی۔ بھائی کی حالت دیکھکر اسے اس قدر شدید صدمہ پہنچا کہ وہ برداشت نہ کرسکی۔ اس وجہ سے قلب کی حرکت بند ہوگئی۔ فوراً ڈاکٹر بلائے گئے۔ ہر قسم کے امتحان اور تدابیر کی گئیں۔ لیکن سب بے سود۔ آخر دوسرے دن پچھلے پہر اپنے خاندانی قبرستان واقع میانی صاحب لاہور میں دفن کر دی گئی ‌:

یہ نہایت شریف۔ دیندار پرہیزگار۔ عابدہ۔ تعلیم یافتہ اور امور خانہ داری سے واقف لڑکی تھی۔ مہمان نواز۔ ماں باپ کی خدمتگذار بڑوں کا ادب اور چھوٹوں سے شفقت وپیار کی عادی تھی۔ بہنوں۔ بھائیوں سے اس کی محبت کا اندازہ اسی سے ہو سکتا ہے۔ کہ بھائی کی تکلیف برداشت نہ کرسکی۔ اور اسی صدمہ سے جان دیدی۔ احمدی لٹریچر اور اخبارات کا مطالعہ بڑے شوق سے کرتی تھی۔ سلسلے کے کاموں سے دلچسپی اور احمدیت کی رفتار ترقی سے خوشی محسوس کرتی تھی۔ قادیان جانے کا شوق ہر وقت اس کے دامنگیر رہتا۔ تعلیم دینی کے حصول کے لئے ہر لحظہ کوشش جاری رکھتی۔ اور اپنے اوقات کو ہر وقت نیک اور عمدہ اور مفید مقاصد میں خرچ کرتی تھی۔ مذہبی مذاق اور شاعرانہ خیالات کی لڑکی تھی میں نے مختصراً اس کے متعلق بطور اطلاع لکھا ہے۔ احباب اس نیک طینت۔ عفیفہ۔ سلسلہ احمدیہ کی عاشقہ متقیہ لڑکی کے لئے دعا کا ہدیہ پہنچائیں۔ اور عزیز محمد شفیع کی صحت یابی اور مرحومہ کے تمام پسماندگان اور میاں سراج الدین صاحب اور عزیزہ مرحومہ کی والدہ کے لئے دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالےٰ ان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اس سے پیشتر ان کے پندرہ بچے فوت ہو چکے ہیں جن میں سے کئی ایک منور اختر

(اشتہارات)

مجلس مشاورت پر خاص رعایت

بے نظیر مترجم حمائل شریف

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے فاضل گرمفسر قرآن حضرت مولوی سرور شاہ صاحب کی ترجمہ شدہ معہ ضروری حواشی ایک ایک انچ موٹی - حجم بہت موزون لکھائی چھپائی نہایت عمدہ اور پاکیزہ بہترین کاغذ زرد — اصل قیمت مع جلد چار روپیہ رعایتی تین روپیہ - بلا جلد ساڑھے تین روپیہ - رعایتی دو روپے دس آنہ +

سفری حمائل شریف لکھائی چھپائی عمدہ کاغذ زرد رنگا کا بہت ہی نفیس اور سفید مجلد دو روپے - رعایتی ڈیڑھ روپیہ - بلا جلد ڈیڑھ روپیہ رعایتی ۱۴/ - اکٹھی دس جلدوں کے خریدار کو ایک حمائل شریف مفت نذر کیجاویگی اکٹھا مال خریدنے والے بذریعہ خط و کتابت نرخ طے کرکے فائدہ اٹھا سکتے ہیں مندرجہ بالا رعایت ماہ شوال کے ایام تک ہے - وی پی یا نقد پر یہ رعایت ہے +

المشتہر

محمد اسمٰعیل محمد عبداللہ تاجران کتب قادیان ضلع گورداسپور پنجاب،

مجلس مشاورت میں شامل ہونیوالوں کیلئے ضروری اطلاع

جناب منشی غلام نبی صاحب اڈیٹر الفضل ۸ راپریل کے الفضل میں لکھتے ہیں۔ کہ "میری والدہ صاحبہ مکرمہ نے جن کی آنکھوں میں خارش اور پانی بہنے کی تکلیف تھی مینیجر صاحب نور کا موتی سرمہ استعمال فرمایا۔ اور چند ہی دن میں نمایاں فائدہ محسوس کیا۔ اس طرح مجھے ذاتی طور پر اس سرمہ کے مفید اور فائدہ رساں ہونے کا علم ہوا۔ اور میں بڑی خوشی سے اس کا اظہار کرتا ہوں۔ تا دوسرے ضرورتمند اصحاب بھی اس مفید چیز سے فائدہ اٹھائیں "

یہ سرمہ پانی بہنے اور خارش کے علاوہ ضعف بصر- ککرے - جلن - پھولا جالا دھند غبار - گوہانجی - رتوند - ناخونہ - موتیابند - غرضیکہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے - قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنہ - محصولڈاک علاوہ - اگر ضرورتمند احباب مجلس مشاورت پر خرید لیں یا دوسرے احباب ان کے ذریعہ منگوالیں تو پھر محصولڈاک کی کفایت رہیگی +

مینیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

نوٹ :- نور بلڈنگ منارۃ المسیح والی مسجد کے جانب جنوب ہے +

تحفہ کانفرنس

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کا بریڈلا ہال والا لیکچر

ہندو مسلم فسادات اور ان کا علاج

جو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی نظر ثانی اور ضروری اور اہم اصلاحات کے بعد کتابی صورت میں نہایت خوبصورت کرکے چھپوایا گیا ہے۔ انشاء اللہ کانفرنس کے موقعہ پر طیار ہو جائیگا جن دوستوں نے یہ لیکچر اپنے کانوں سے سنا ہے۔ اور اس وجد اور رقت کی کیفیت اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہیں۔ جو اس وقت حاضرین جلسہ پر طاری تھی - وہ اس کی اہمیت اور اثر کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ آج کل کی مکدر فضاء اور مسلمانوں کو غیر مسلم ہمسایہ قوم کے خطرناک اور مخفی حملوں سے بچانے کے لئے اس لیکچر کی کثیر اشاعت کی کس قدر ضرورت ہے۔ دوست اگر کانفرنس پر آنیوالے احباب کی معرفت منگالیں۔ تو محصولڈاک وغیرہ کے خرچ سے بچ جائینگے +

ریاض الصالحین

کا

لطیف اور مفید عام خلاصہ

اسوۂ حسنہ

(مرتبہ میر محمد اسحاق صاحب)

گذشتہ سالانہ جلسہ کے موقعہ پر احباب کو یاد ہوگا کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے ریاض الصالحین کے متعلق فرمایا تھا۔ کہ اس کتاب کو میں ہمیشہ اپنے سفر و حضر میں ساتھ رکھتا ہوں۔ اسلامی اخلاق کے لئے یہ بہترین کتاب ہے۔ سو اس اہم کتاب کا اہم اور ضروری خلاصہ جو ہر عورت و مرد اور بچہ کیلئے مفید عام اور آسان ترین ہے۔ مرتب کیا گیا ہے۔ لکھائی اور چھپائی نہایت عمدہ۔ طرز تحریر ایسی آسان کہ دوسری تیسری جماعت کے طالب علم بھی آسانی سے پڑھ سمجھ سکیں۔ قیمت صرف ۱۲/ مجلد عہ +

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ

کا

شاندار علمی لیکچر

مذہب اور سائنس

جو ۳ مارچ ۲۷ء کو حبیبیہ ہال لاہور میں ہوا تھا۔ مرتب کیا جا رہا ہے۔ اور انشاء اللہ جلد سے جلد حضرت ایدہ اللہ بنصرہ کی نظر ثانی کے بعد بصورت کتاب شائع کرکے ہدیہ احباب کیا جاویگا۔ احباب درخواستیں بھیجدیں +

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے سفارشی اعلان پر

رعایتی سٹ

جو دو ماہ قبل تجویز کئے گئے ہیں۔ وہ کانفرنس کے موقعہ پر بھی مل سکینگے جن احباب کو مطلوب ہوں۔ وہ کانفرنس کے موقعہ پر نقد قیمت بھیجکر دستی منگالیں +

کتاب گھر قادیان

(اشتہارات کی صحت کے ذمہ دار خود مشتہر ہیں نہ کہ الفضل (ایڈیٹر))

اشتہار زیر آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰ ضابطہ دیوانی

باجلاس جناب میاں جلال الدین صاحب سب جج بہادر ضلع جھنگ

کالا رام ولد آسا نند داس سکنہ چک ۲۵۱ تحصیل و ضلع جھنگ۔ مدعی

بنام

غلام حیدر شاہ ولد جیون شاہ سید سکنہ حسن خان تحصیل جھنگ۔ مدعا علیہ

دعوے ۲۶۰/ بروئے تمسک

اشتہار بنام غلام حیدر شاہ ولد جیون شاہ سید سکنہ حسن خاں تحصیل و ضلع جھنگ۔

مقدمہ مندرجہ بالا میں حسب درخواست و بیان حلفی مدعی تمہارے نام اشتہار زیر آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰ ضابطہ دیوانی جاری کیا جاتا ہے۔ کہ مورخہ ۲۸/۴/۲۷ کو حاضر ہو کر جوابدہی مقدمہ کرو اگر حاضر نہ ہو گے۔ تو کارروائی ضابطہ تمہارے برخلاف کی جاوے گی۔ تحریر ۲/۴/۲۷

مہر عدالت دستخط حاکم

ممالک غیر کی خبریں

ڈیٹرائٹ ۳۱ مارچ۔ موٹروں کے کارخانہ کے مالک مسٹر فورڈ ایک موٹر کے حادثہ میں زخمی ہو گئے۔ وہ موٹر میں جا رہے تھے۔ کہ پیچھے سے ایک موٹر آ گئی۔ اور وہ ان کی موٹر سے ٹکرا گئی۔ اب وہ ہسپتال میں ہیں۔ اور ان پر عمل جراحی ہوا ہے یہ افواہ بھی ہے۔ کہ مسٹر فورڈ اتفاقیہ طور پر زخمی نہیں ہوئے۔ بلکہ ان پر قاتلانہ حملہ ہوا ہے ؛

لنڈن ۴ مارچ۔ گذشتہ موسم گرما میں کوریا میں جس زبردست سازش کا انکشاف ہوا تھا۔ اس کے سلسلہ میں ایک صد سے زیادہ گرفتاریاں عمل میں لائی گئی تھیں۔ اب جو حالات روشنی میں آئے ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایک زبردست کمیونسٹ سوسائٹی بنانے کی کوشش کی جا رہی تھی۔ کمیونسٹوں کا یہ ارادہ تھا۔ کہ لاکھوں آدمی اس سوسائٹی کے ممبر بنائے جائیں۔ تاکہ گورنمنٹ کے خلاف بغاوت کا جھنڈا کھڑا کر دیا جائے۔ عدالت نے ان سازش کنندگان میں سے ۹۹ کو حکومت کے خلاف سازش کرنے کے الزام میں پھانسی کی سزا دی ہے ؛

روما ۵ اپریل۔ طرابلس کی سرکاری اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ طرابلس میں اطالوی فوج کو زبردست ہزیمت کا سامنا ہوا۔ ۲۸ مارچ کو علاقہ غزدلس عبید کی وادی رابیلبہ میں اطالوی فوج کے ایک کالم کو جو کرنل بیبی کے زیر کمان تھا۔ اعراب کا مقابلہ آن پڑا۔ دیر تک لڑائی ہوتی رہی۔ آخر کار اطالوی کالم قلعہ الیدیب کی طرف پسپا ہونے پر مجبور ہو گیا ؛

نیویارک ۵ اپریل۔ ایک چوکیدار نے خودکشی کر لی۔ تحقیقات پر معلوم ہوا۔ کہ وہ برطانی فوج میں کرنیل رہ چکا ہے۔ لیکن بعد میں گردش روزگار کے باعث چوکیداری کرنے پر مجبور ہو گیا ؛

قاہرہ ۱۰ مارچ۔ تازہ مردم شماری کے جو نتائج آج شام کو شائع ہوئے ہیں۔ ان سے پتہ چلتا ہے۔ کہ ۱۹۱۷ء کے بعد سے اس وقت تک۔ ملک کی آبادی میں کوئی خاص فرق نہیں ہوا ہے۔ البتہ گذشتہ مردم شماری میں مردوں سے عورتیں ۲۰ ہزار زیادہ تھیں۔ لیکن اس مرتبہ ۶۰ ہزار زیادہ ہیں ؛

پیرس ۱۵ مارچ۔ شہزادہ ابراہیم حلمی کا جو شاہ مصر کے بھائی تھے۔ آج انتقال ہو گیا ؛

روما یکم اپریل۔ چیمبر میں سائینور گرانڈی نائب وزیر خارجہ نے اعلان کیا ہے۔ کہ مسولینی کی اس تجویز کی تعمیل میں کہ تمام اعزازات اور خطابات منسوخ کئے جائیں۔ اول درجہ کے سفیروں کو ہز اکسیلنسی کا خطاب نہیں دیا جائے گا ؛

پیکن ۶ اپریل۔ سفرائے دول کے جیش کی تحریک سے کہ مارشل چینگ سولین کی فوج کے سو آدمیوں نے سوویٹ (روس) کے سفارتخانہ پر دھاوا بول دیا۔ عمارت کا محاصرہ کر لیا گیا۔ اور حملہ آور اندر گھس گئے۔ اس وقت تک چھ روسی اور کوئی پندرہ بیس چینی تھانہ میں لائے جا چکے ہیں۔ سفارت خانہ سے ایک کلدار توپ اور پندرہ بندوقیں اور بہت سا گولہ بارود نکالا گیا۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ سوویٹ کا سفیر مختار اور دیگر حکام عمارت ہی میں نظر بند ہیں۔ افواج نے ابھی تک عمارت پر قبضہ جما رکھا ہے

برلن ۸ اپریل۔ اس خبر نے یہاں کے سرکاری حلقوں میں اضطراب پیدا کر دیا ہے۔ کہ جرمن سفیر بھی روسی سفارت خانہ پر حملہ کرنے کے لئے رضامند ہو گیا ہے۔ اخبارات لکھتے ہیں۔ کہ اس واقعہ سے عجیب پیچیدگیاں پیدا ہوں گی۔ ہارورتھ لکھتا ہے کہ اس سے روس اور دیگر دول کے درمیان جنگ چھڑ جانے کا اندیشہ ہے۔ اس لئے جمعیتہ الاقوام کو چاہیئے کہ اس ناقابل تلافی تباہی کے سدباب کے لئے ساعی ہو ؛

اخبار خلافت کا حجازی نامہ نگار لکھتا ہے۔ کہ آج کل وسط عرب باہمی رقابتوں اور ریشہ دوانیوں کا مرکز بنا ہوا ہے سلطان ابن سعود ہر درویش اور آبار حسانی میں تو نفس جدہ سے لے کر اور بقول معتبر روایات ایک معقول رقم کسی خاص معاملہ کے صلہ میں حاصل کر کے پندرہ موٹروں کے جھرمٹ میں ریاض گئے۔ سمجھتے تھے کہ سارا ملک فاتح حجاز کے خیر مقدم کے لئے ہمہ تن چشم ہوگا مگر وہاں جا کر کچھ اور ہی جھگڑا اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ واقعہ یہ ہے۔ کہ اب فتح و اطمینان کے بعد ہر سردار اپنا صلہ باحق الخدمت مانگتا ہے خالد بن لوئی مکہ مکرمہ کے دعویدار ہیں۔ الدویس مدینہ منورہ کی شاہی کے طالب ہیں۔ غطغط کا سردار طائف مانگتا ہے۔ سلطان پریشان ہیں۔ کہ اگر یہ سب انہیں دیدیں۔ تو خود کیا رکھیں۔ دوسری طرف غطغط و خنہ اور دوسرے وحشی قبائل کا مطالبہ ہے۔ کہ تم لوگ نجد سے باہر جا کر بیدین ہو گئے۔ تم نے ٹیلیفون کا تار اور موٹر رائج کیا ہے۔ جو عمل الشیطان ہیں۔ حاجیوں کے قافلے آ رہے ہیں۔ یہ سنکر عام مسلمانوں کو بے حد افسوس ہوگا۔ کہ حرم نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کی روشنی بند کر دی گئی ہے۔ نیز مسجد نبوی صلے اللہ علیہ وسلم میں حجاز کے اماموں میں بھی تخفیف ہوئی ہے۔ اور صرف حنبلی یعنی نجدی امام نماز پڑھائے گا ؛

معتبر ذریعہ سے اطلاع ملی ہے۔ کہ امام یمن نے اپنے لڑکے کو تیس ہزار فوج کے ساتھ عسیر کے خلاف روانہ کر دیا ہے۔ اور خود قبائل میں دورہ کر کے ایک لاکھ فوج جمع کر چکے ہیں۔ احتمال ہے۔ کہ قبل از حج جنگ شروع ہو ؛

معاملات چین کے متعلق برطانیہ۔ امریکہ اور جاپان میں گفت و شنید ہو رہی ہے۔ فرانس۔ اطالیہ اور روم و پیرس میں گفت و شنید کی توقع ہے +

ہندوستان کی خبریں

صاحبزادہ عبدالحفیظ خانصاحب۔ بی۔ اے۔ ولیعہد ریاست ٹونک نے چند دن مرض فالج میں مبتلا رہ کر اس دار فانی سے عالم بقا کی راہ لی۔ ہمیں اس موت و حادثہ میں ہز ہائی نس نواب صاحب بہادر والئے ریاست ٹونک سے دلی ہمدردی ہے ؛

کلکتہ ۸ اپریل۔ ایسٹرن بنگال ریلوے نے ایک اسکیم کلکتہ کی مضافاتی ریلوں کو بجلی کے ذریعہ سے چلانے کے لئے بورڈ میں منظوری کے لئے پیش کی ہے ؛

بمبئی ۸ اپریل۔ مسٹر شاہ پورجی سکلات والا ممبر پارلیمنٹ آج لنڈن کو بذریعہ جہاز روانہ ہو گئے ؛

دہلی ۸ اپریل۔ مسٹر ایچ ڈی بھنوٹ۔ آئی۔ سی۔ ایس ایڈیشنل مجسٹریٹ نے مفتی محبوب علی کے مقدمہ قتل کا فیصلہ سنا دیا۔ مفتی صاحب اس بلوہ میں قتل ہوئے تھے۔ جو سوامی شردھانند کے بعد ۲۳ دسمبر ۱۹۲۶ء کو ہوا تھا۔ اس مقدمہ میں تین ہندوؤں پر زیر دفعات ۱۴۷ و ۱۴۸ و ۳۰۲ تعزیرات ہند بلوہ کرنے اور اقدام قتل و ارتکاب قتل کے الزامات عائد کئے گئے تھے۔ اور ایک پر زیر دفعہ ۱۴۷ بلوہ کرنے کا الزام لگایا گیا تھا۔ مجسٹریٹ نے سب ملزموں کو بری کر دیا ؛

اندور ۶ اپریل۔ فسادات اندور کے سلسلہ میں مسٹر شیلر انسپکٹر جنرل پولیس نے اڑھائی سو مسلمانوں کو گرفتار کر لیا ہے

مسٹر ایچ۔ بی۔ اسمتھ سشن جج فرخ آباد نے فرقہ وارانہ فساد کے مقدمہ کا آج فیصلہ سنا دیا ہے۔ جو گذشتہ ستمبر میں رونما ہوا تھا۔ جج نے سات ہندوؤں کو حبس دوام کی سزا دی۔ اور دو کو بری کر دیا ؛

لکھنؤ ۶ اپریل۔ قانونی کونسل صوبجات متحدہ کے مسلم ممبروں کا ایک جلسہ ۲ اپریل کو کانپور میں منعقد ہوا۔ جس میں اس سابقہ فیصلہ کا اعادہ کیا گیا۔ کہ صوبہ میں مسلمانوں کے مفاد کی حفاظت کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ کونسل اور دیگر انتخابی جماعتوں میں مسلمانوں کی نمائندگی جداگانہ حلقہ ہائے انتخاب کے ذریعہ ہو ؛

مرشد آباد کے مسلمانوں کی ایک کانفرنس زیر صدارت سر عبدالرحیم بمقام بہرام پور، بنگال، بتاریخ ۲۳-۲۴ اپریل انعقاد پذیر ہوگی ؛

سکندر آباد سے ایک دردناک اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ ایک مکان میں ۸ شخص آتشبازی بنا رہے تھے۔ یکایک ایک دھماکہ ہوا۔ اور مکان کی چھت پھٹ گئی۔ تین شخص وہیں ہلاک ہو گئے۔ اور دو ہسپتال میں جان بحق ہو گئے۔ تین کی حالت نازک ہے

فرخ آباد میں کئی بچوں کے گم ہو جانے کی وجہ سے سخت اضطراب پھیل رہا ہے۔ بعض لوگ گداگروں اور سادھوؤں پر شبہ کرتے ہیں۔ پولیس کو خاص توجہ کرنی چاہیئے۔ ہمارے ایک مبلغ اطلاع دیتے ہیں۔ کہ ایک گاؤں کے لوگوں نے اسی شبہ پر جہالت سے ایک ڈپٹی انسپکٹر مدارس کو ہلاک کر دیا ؛

(منشی عبدالرحمٰن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)